

Registered No. L. 2650.

AUGUST 1936.



COPIES OF ISSUED

MONTHLY BULLETIN



THE MUSLIM MOSQUE, KOBE, (Japan).

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 جامِعُ الشَّرِيفَاتِ الطَّرِيقَاتِ قَدَّوْهُ الْمُكَبِّلُونَ بِذَلِكَ هُوَ الْمُرْقَبَةُ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ تَسْلِيَتُ الدِّينِ بِغُورِهِ الْمُكَبِّلُونَ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مُجَاهِدُ الدِّينِ بِغُورِهِ الْمُكَبِّلُونَ

## مساجد اپنے

# حضرت الـ نصـارـاـتـ حـسـبـرـہـ (نـجـابـ)

دراللہ کے دین کے روگاروں کا گروہ

**اعراض و مقاصد** ۱۔ صلاح رسم باقیاع شریعت اسلامیہ ہے، احیا و اشاعت علوم دینیہ۔  
 ۲۔ اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت سلام۔  
 ۳۔ مہماں مسیم اسلام کا اجراء ہے، دارالعلوم عزیز ہے جامع مسجد بھرہ جو اپنے مختلف  
 طریقہ کار شیرین نصانع تعلیم نیصاب تکمیل و ایام پیغمبرین عرب کب کالج تعلیم القرآن کے ذریعہ  
 اسلامی بہترین خدمت انجام نے رہے ہیں ۴۔ مبلغین کے ذریعے ملک کے طول عرض میں اسلامی زندگی پیدا  
 کی جائی ہے ۵۔ سالانہ غطیم الشان کانفرنس (۵) امیر حزب الـ نصـارـاـتـ مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ  
 رہیم خانہ ری کتب خانہ رہ، جامع مسجد بھرہ کی مرمت و تحریر۔

## جـسـرـیدـہـ کے قـوـاـعـدـ وـضـوـاـطـ

۱۔ جـصـاحـبـ حـزـبـ الـ نـصـارـاـتـ حـسـبـرـہـ کوـمـ انـکـمـ پـاـچـ پـیـپـےـ ماـہـ عـطاـ فـرـائـیـںـ گـےـ وـہـ پـرـیـسـتـ مـتـصـورـہـوـںـ اـیـسـجـاـ  
 کـ کـ نـامـ جـسـجـیدـہـ الـ اـسـمـ مـیـ ہـبـیـثـ شـایـ شـاـکـرـیـ یـ اـیـ خـمـرـتـ کـ سـعـاـشـ پـرـ کـاـپـیـسـ اـہـاـنـ مـسـاجـدـ بـرـبـارـیـ طـلـبـاـ کـ نـامـ  
 جـرـیدـہـ بـلـاـعـاـ وـضـبـجـاـنـکـیـ کـیـ جـاـیـگـاـ پـاـچـ وـپـیـسـ کـ اـوـرـاـیـکـ رـعـیـہـ یـ سـیـاـہـ جـوـ صـاحـبـ ماـہـ عـطاـ فـرـائـیـںـ گـےـ وـہـ مـخـاـنـیـ  
 مـیـ شـخـارـہـنـگـ سـاـوـرـانـ کـیـ سـقـاـشـ پـرـ بـیـسـ ۱۰ مـاـنـ مـسـاجـدـ غـرـبـیـ اـنـگـلـسـ طـلـبـاـ کـ نـامـ رـسـالـہـ جـارـیـ کـیـ جـاـیـگـاـ یـوـ  
 مـخـاـنـیـنـ کـ اـسـمـاـجـیـ شـکـرـیـہـ کـیـ سـاقـہـ جـسـرـیدـہـ مـیـ درـجـ کـےـ جـاـئـیـںـ گـےـ

۲۔ رـکـانـ حـزـبـ الـ نـصـارـاـتـ کـ اـوـ جـسـجـیدـہـ شـفـقـتـ بـھـیـجاـ جـاتـاـ ہـ جـنـدـہـ کـلـیـتـ کـمـ اـرـکـھـ آـہـ جـارـانـ ۱۰ مـیـںـ رـیـسـیـہـ سـالـانـ تـقرـیـرـ ہـےـ

۳۔ عـاـمـ جـنـدـہـ سـالـانـ رـیـسـیـہـ اـرـٹـرـیـوـرـیـہـ تـقرـیـرـ ہـ۔ تـحـوـلـہـ کـاـ پـرـچـیرـیـنـ آـنـہـ کـ مـکـنـتـ مـوـصـلـ ہـوـنـےـ پـرـ بـھـیـجاـ جـانـیـ ہـےـ

۴۔ دـسـالـانـ رـیـسـیـہـ کـمـ کـیـ ہـےـ عـشـرـہـ مـیـ بـنـدـیـہـ مـارـکـ بـھـیـجاـ جـاتـاـ ہـ۔ اـکـرـسـائلـ رـشـتـیـںـ تـلفـ ہـوـجـاتـیـ ہـیـںـ جـسـ  
 صـاحـبـتـ نـہـیـنـیـ کـیـ ۲۰ مـاـیـخـ نـکـ سـالـانـ مـلـےـ اـنـکـ طـرـفـ کـرـ طـلـاعـ مـوـصـلـ ہـوـنـےـ پـرـ وـرـاـہـ بـھـیـجاـ جـاتـاـ ہـ۔ اـبـلـاعـ نـہـ مـلـےـ کـیـ صـوتـ  
 ہـیـںـ دـقـرـدـمـہـ دـارـنـہـ ہـوـکـاـ جـمـلـ خـطـوـتـ کـلـبـتـ وـقـرـیـلـ زـرـبـاـمـ مـحـیـرـ سـالـانـ رـیـسـیـہـ (نـچـاـبـ)ـ ہـوـنـیـ ہـاـیـےـ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# شَهَسْرَةُ الْإِسْلَامِ

چندہ سالانہ

مقام اشاعت

## ط دُرُّ دُرُّ و سِهْ (۱۰)

## جامع مسجد بھیر (نیا ب)

## جـلـد بـاـتـكـتـسـهـ مـطـابـقـ جـمـادـيـ الـأـوـلـ ١٤٢٥ هـ النـبـتـهـ

صفو	فہرست مضمونیں	نیشنل کار
۱	باب التفسیر	
۲	باب الحدیث دہلی ای زندگی کا گل پر گرمی	باب الحدیث دہلی ای زندگی کا گل پر گرمی
۳	کوبے مسجد (جاپان) کمیٹی کی روپرٹ	کوبے مسجد (جاپان) کمیٹی کی روپرٹ
۴	اسلام اور تصوف	اسلام اور تصوف
۵	تذکرہ متبیناں ایران	تذکرہ متبیناں ایران
۶	مرزا اور محمدی بیگم	مرزا اور محمدی بیگم
۷	میرزا کے فادمان (نظر)	میرزا کے فادمان (نظر)
۸	شیخش سنی اور کلب علی شیعہ کی	شیخش سنی اور کلب علی شیعہ کی
۹	ساقویں ملاقات	ساقویں ملاقات
۱۰	رشحات ادارت	رشحات ادارت
۱۱	مدیر	مدیر

## المعارف قرآن باب التفسير

انَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَنْذِرْنَاهُمْ لَمْ تَنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ .  
خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى إِبْصَارِهِمْ غَشْوَةٌ . وَلَهُمْ  
عَذَابٌ عَظِيمٌ : جن لوگوں نے کفر کیا۔ خواہ آپ ان کو دراویں یا نہ دراویں (دونی بارہیں  
وہ یقین) ایمان نہیں لائیں گے۔ الشیعہ اُنی نے ان کے دلوں اور کافوں پر مہر لگا دی۔ اور ان کی آنکھوں  
پر پروہڑا مولے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

بیان ہوئی تھی۔ سر قصیدہ علمیم کو ایسے مختصر الفاظ میں جن کے مرسلوں میں ایمان و اسلام کے حقائق و مسالہ صفتیں تبیین و تشریک کے بعد مومنین کے چند صفات بیان فرمائے۔ تاکہ کائناتِ عالم میں ان کی خاصی صفت اور امتیازی شان سے شناخت کاممکان وسیع ہو جائے۔ ادھر لوم ہو جائے کہ قدسی بارگاہ لمیز کے شیدایوں اور بتایب پروانوں کے لئے تصدیق و تیم سے موصوف ہونا نہ صرف ضروری ہے بلکہ ان کے بغیر ایمان و اسلام کی جھلک سے بہرہ درہ بنا جھی جیطہ امکان سے باہر ہے۔

اب، اس کے بعد ضروری تھا، کہ اذنی بخوبی تو اور تہیستوں کے حالات کا جائزہ لیں کہ ان کی تباہ کاری بربادی اور خیانت و خسروان کے گراہن نتائج اور ان کی اختیار کردہ غلط روشنی کی تشریح تو پunj  
ہو۔ اس لئے یہاں بیان ہوا کہ چونکہ بخوبی برشت خواب یہ مقدر لوگ اپنی سیاہ کاری اور بعلمی کے بہت اپنی فطرت صحیحہ سلیمانی کو منع کر چکے ہیں اور کفر و عصیان کی گھنٹہ گھنٹہ گھنٹاوں نے قلبی تاثرات کو تماریکی کے ہاتھ میں پھینک دیا ہے۔ اور گھنٹی نے ان کے صحیح جذبات کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور ان کی اختیار کردہ بدترین روشنی نے ان کی حق شناسی و حق بینی کی بہاگ لافت در طاقت کو فنا کر دیا ہے۔ فلسفہ ایسے لوگ ہمیشہ اسی اندر ہیں میں طکوکریں کھاتے ہیں۔ اور کبھی بھی ایمان و اسلام کے سمجھنے اور حق و ملیل سیح و غلط اطاعت و عصیان رسمی و نمائستی رسیلم و سقیم کے پر کھنے کی سی نہیں کریں گے۔ اپنی بد کاریوں کی وجہ سے یہ لوگ سقیم القطب ہو گئے ہیں۔ ان پر اپ کا پیارا اڑز تبلیغ اور پیغمبا طریق استلال ہرگز کارگز نہ ہوا۔ یہ زد اذنی علم کی مدد اور بحر حضوریات کی طھا طھی جس سے ان کی تقدیر کا خیصلہ نہ نایا۔ لیکن سید الاولین والا آخر مصلح اعلیٰ کو تشریف و تسلیم سے نہیں روکا گیا۔ قانونِ الہی کے تحت مرتب، عالیہ سے بہر و اندر ہبہ تبلیغی

سرگرمیوں اور بجا ہانہ مدنی پرستی پر موقوف تھا۔ اس لئے اس آئیت میں ان کی تقاضا دیکا فیصلہ تو سئے ادا یا۔ مگر آنحضرت صدی اللہ علیہ وسلم کے لئے منوی حکم صادر نہ فرمایا۔ تاکہ آپ کے لئے مراحل علمت و نازل رفعت کی تحصیل میں کوئی امر جائیں نہ ہو۔ اور ان کفزو عصیان کے محبت پسلوں کے لئے رشد و بدایت کے تمام ذریع حصول و طبق اخذ مدد فراہیے طالب و مقاصد کا سوا قلب میں سماں یا تو بذریعہ و صدائے ہوتا ہے۔ یا بطريقِ حس۔ اول الذکر طریقِ کو ختم اللہ علی قلوبہم کے الفاظ سے بند فرمادیا۔ اور نئے وہ قلوب جو حقائق و معارف کی آجاتکا ہوئے چاہیں تھے میختاہے زندگی تک غلط تخلی و توہہ کا مرکز بن گئے اور تدبیر و تاثر کا ہدہ ان میں مفقود ہو گیا۔

**دوسرے طریقِ تحصیل قوائے حسینہ ظاہر ہوتے۔** سوانح کے متعلق واضح فرمایا کہ یہ آیات باصرہ اوہ محبرات ظاہر مکی بصیرت کی قوت نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی ان بخوبی بگشت بگشت سیاہ مقدار گرا ہو گئی سامعہ کلام اللہ والرسیل سے نوازی جاسکتی ہے۔ ان کے کان بھرے ہو گئے۔ اور ان کی آنکھوں کی بصیرت فنا ہو گئی۔ کھپر پیوودہ حکات اور زنجارت تدبیل کا نتیجہ دو الفاظ میں ظاہر فرمادیا۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَنْظِيمٌ۔ کہ اس بدمجہش و بدر کا بگروہ کو آخرت میں عذابِ فظیم ہو گا۔ ان کے یہ ناقابل عنواعمال خلاطب عظیم کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔

بعض کچھ فہم دماغوں نے قرآن مقدس کے طرزیان و طریقِ تشریح پر غور و خوض نہ کی اور نہ ہی ان کی قوت تدبیر و تفکر فہم معانی و اخذ طالب میں مصروف عمل ہوئی۔ اور تھب کے اس پردہ (غشوہ) نے جو نکاح کو حقیقت آشنا بننے میں حاصل تھا۔ ان کو اس تیجہ پر پچاہیا۔ کہ حندتے لمیل کا جبر و اس تبداد ہے جو عرضِ بیان میں آیا۔ اور ان لوگوں کے لئے رشد و بدایت کا پاناس قدر حال ہے جن کے قلب سیح و بصر میں قبولیت حق کا مادہ نہیں رہا۔ اور جب ان کی فطرت سلیمانی سخن ہو کر روحانی دنیا کے لئے متغلب مرض ہو چکی ہے۔ تو پھر ان کے دماغ قرآن و حدیث، کتاب و سنت تذییع تبیشر معانی و معارف اور وجدانی و نفیات سے کس طرح آشنا ہو سکتے ہیں جب تک اس روحاںی دریں کا ازالہ نہ ہو۔

لیکن آہ امتحنیوں نے اعتراض تو بڑویا اور آنکھیں بند کر کے ایک غلط نتیجہ تو مرتبا کر لیا اور پی کافہ ہم کم عقلی کے پیش نظر اس محصلة تک تو آپنے گز قرآن مقدس کی دوسرا آیات بنیات کو دیکھنے کی رحمت گوارانہ کی حقیقی اس باب ان کی نگاہ سے او جصل ہو گئے جن پر صحیح شانج کا ترتیب موقوف تھا۔ قرآن نے اس قرار ایزو کا محب اُن کی اپنی جیا جڑ کا ت اور ناموزوں و غیرہ مناسن الہبیات کو ظاہر کیا ہے۔ جیسے کلاب مان علی قلوبہم ما کافا یکسہوں کی آئینت پھر پکار کر کہہ ہوا

کو ان کے قلوب میں کی اپنی بداعمالی سے زنگ آؤ دیو گئے۔ اور ان کے لپنے کتب اکتاب فعل و افعال کے باعث اس تھرازیدی کا نزول ہوا۔ ان کی تقدیریں کافی صلی اس وقت صادر ہوا جب انہیں نے اپنی بد عہدی کے پیش نظر امور دینیہ اور احکام اللہ کو درخواستنا نے سمجھا۔ اور ایک جگہ ہی اعلان نہیں بلکہ خدا کی یہ مقدس کتاب پکار کر اعلان کر رہی ہے جیسے بل طبع اللہ بنکھشم فلا یؤمون لا الہ الا

آیت سے ظاہر ہو گیا۔ کہ ان کے قلوب پر اس وقت ہر کائن کی چب اُن کا کفر و عصيان ہبائیت ہی تجاوز کر گیا۔ اور ان کی سرکشی اور فرعیت نے انہیں اسی نقطہ نظر اور حقیقی زانیہ نگاہ سے بہت دور پھیلتا۔ اب یہ معاملہ صاف واضح ہو گیا۔ کہ قدرت نظم آشنا نہیں اور نہ کسی کسی قدرتی سے کام لیتی ہے۔ قدرت کا کام تو صرف یہ ہے کہ وہ اسباب کو ساختے رکھ کر بتایج مرتب کرتی ہے اور اس۔

چنانچہ اسی قرآنی آیت کی تحریک حديث مقدس کے آن الفاظ سے ہوتی ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب انسان پہلی وفہ کسی لگناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو اس کے قلب پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ اگر وہ آیتندہ کے لئے توہہ کرتا ہے۔ تو پھر توہہ کے صاف و صدقی طاہر مظہر ہاتھ سے یہ سیاہ نقطہ دصل جاتا ہے۔ اور قلبی سیاہی دودھو جاتی ہے۔ اور اگر وہ اپنے قبل کو تھیک کرنے کی سعی نہیں کرتا۔ اور گناہوں کے ارتکاب سے باز نہیں آتا تو پھر یہ سیاہ نقطہ پڑھتا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ تمام قلب پر حادی ہو جاتا ہے۔ اور دلی نو رانیت تاریکی سے تبدیل ہو جاتی ہے پھر وہ انسانی دل ہر طرف پر ڈو ہر ٹیکتی اور ہر چاند سے تاریکی کے کشیف دخانوں میں پھنس جاتا ہے۔ قلب کی اس سیاہی و تاریکی کے آخری درجہ کو قرآن نے ختم اللہ علی قلوب ہمارے الفاظ سے طاہر فرمایا ہے۔

باقیہ رشحات ادارت صفت ۲۵۔

**ایک افسار کا جواب**

معاصر النجم مجیدیہ ارجوہانی سالہ ۱۹۷۶ء میں ایک صاحب نے تمام اہل سنت والجماعت کے ذمہ وال علماء سے استفسار کیا ہے۔ کہ وہ تشیع کے خلاف کیوں آواز بلند نہیں کرتے۔ اس ضمن میں انہوں نے "شمس الاسلام" کو بھی دیگر خاص نہیں جایز کے ساتھ خصوصیت سے مخاطب فرمایا ہے۔ اس کے جواب میں گذاشت ہے کہ شمس الاسلام کا اجراء بھی فتنہ رفض و مراحت کے انداد کے لئے ہوا ہے۔ اور ہم اپنے اس اصول کے ہمیشہ پابند ہے ہیں۔ "شمس الاسلام" کی کوئی ایسی اثافت پیش نہیں کی جا سکتی (تفصیلی)

## باب الحدیث

## اسلامی نبی کا حمل و گرام

عَوْدُوا الْمَرْضِيَّ وَاطْعُهُوا إِجْمَاعٌ . مریض کی عیادت کرو۔ اور جو کے کورونی کھلاو (نحوی)

اسلامی زادیہ نگاہ سے مسلمان کو حسن معاشرت کی تجھیس سے نہایت بلند پایہ ہونا چاہئے۔ اسلام

علم للعیشت کا بہترین معلم و درس ہے جن معاشرت کی بنیارک مریض کے پاس عیادت کے لئے جاؤ۔ تاکہ

تمہاری عیادت اور تسلیمیہ سے درپس کی طبی اور روحانی تخلیف میں کسی قدر الطیان و افاقت حاصل ہو۔ اور مرض

کا مضرطہ قلب تمہاری الطیان ہی سے کسی حد تک مطمئن ہو جائے۔ اور یہی ضروری ہے کہ جو کے تو

رونی کھلاو۔ تاکہ تمہاری آس موساہ و غخواری کے اُس کی بڑھتی ہوئی بے چینی دود ہو۔ یہ ہی اسلام

کے ہمہ گمراویں گیے انسول معاشرت جن سے اسلامیان عالم سبلو ہو کر جائے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان نعمتیں مدد

وقریبین کو تزک کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کی معاشرتی دنیا لیں فتوڑ گیا۔ اور فاق و انشقاق کا آتشکدو

اس تقدیر گرم ہنا۔ جو موجودہ روشن کے پیش نظر صدیوں تک بجھتا نظر نہیں تھا۔ اسلام کے ان نتین اصولوں

پر مبنی ہے ہی ان اعراض کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ الکثر وَا ذکرَ هَادِمِ اللَّذَاتِ۔ لذتوں کے توڑنے

والی (موت) کا ذکر بہت کم اکر دیزدی)۔ موت کی شدت سے کے انکار ہو سکتا ہے۔ جب انسان اُسی

وقت کا نقشہ اپنی آنہوں کے سامنے ڈیکھا۔ تو اُس کے قلب پر قلت طاری ہو جائیگی۔ اس کا دماغ کرشمی

سے باز آ جائیگا۔ اور اُس کا دل چاہیکا۔ کہ وہ ایسے سختی کے وقت سے بچنے کے لئے اپنی آڑاٹاں کرے۔

وہ ایسے سخت وقت کے لئے کسی قسم کی انسانی ہمیا کرنے کی سر کرے۔ اور با بعد الموت کے ایسے واقعہ

جن کو شرعاً نیت ظاہر فرمایا ہے مشاً عذاب القبر۔ عذاب العشر وغیرہ کو یاد کر کے حسن میں کی ایسی حقیقتی

بیسے جیسے اس مشکل وقت میں تکالیف کا سامنا نہ ہو۔ بہتر حال ہر حالت میں موت کا تذکر و تضییغ و نوری

حصیرا۔ اگر انسانی دماغ تخلیل کی طبیعت میں با دید پہاڑے۔ تب بھی اس کی یاد نیک عمل پر محبوبر کرے گی

تاکہ موت کے بعد کی تنجیاں آسان ہو جائیں۔ اگر وہ عرفان کی بلندیوں کا مرتفق ہے۔ تب بھی اسکی

یاد ایک اچھا شر و لایکی۔ اور قلب کو زیادہ سے زیادہ قوتی کے ساتھ خلائی بارگاہ میں جانے کے لئے مجبو

کرے گی۔ لَا يَلِدُ غَالِمُونَ مِنْ جُنُبٍ مُّتَبَّتٍ (ایک مومن یا کسی مسلم خانے سے ووڈ فونہنیں ساجا جانا (نحوی))

مومن کی فطرت پاک اور طہر ہے۔ وہ ہوشیار اور با جرس ہے۔ کفر حماقت و جہالت کے بر باد کن

تخيلات کا نام ہے۔ گرایاں علم و صہبیت رشد و ارشاد شرافت ولیاقت کے نور سے قلوب کو منور کرتا اور صلطانِ ستیقیم کی رہائی کرتے ہے۔ جو شخص مون ہے۔ وہ پہلی دفعہ کسی دہکتہ میں آجائے تو ممکن ہے۔ گر دوسرا مرتباً اُسی مقام سے خدعاً دکھ کا شکار نہیں ہو سکتا۔ دوسرا دفعہ دہکتہ کھانا عقلمندی اور شماری کے خلاف ہے اور ایکاں حرم و اختیاط کی بخیطرا رہیں دکھلاتا اور سودمندی کے طرق کی تلقین کرتا ہے۔ یعنی دوسرا دفعہ مون کی دُور کرنے لگاہ اور وقت تکبر و لفکر اُسے تکلیف سے بچالتی ہے۔

وعلیہ تو کلنا و هو بصید بالعباد ۷

## کلب مسجد مکہ می کی رپورٹ

(اذ مهران کلب مسجد مکہ می کلبے) (جاپان)

**برادران اسلام!** تعمیر مسجد کے اختتام پر یہ مکمل رپورٹ مختصر حسابات نامنیمہ اسہار پر ۱۹۴۷ء ہجۃ الارضی مسیت سے ثیں کہ ہیں مسجد کا ذکر آئے تھی ہمارا دہن فوراً جناب محمد عبد الکریم بوجیہ صاحب کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ جن کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا۔ کلبے کی مسجد ہمیشہ ان کی پہت و استقلال اور ان تھک کو شتوں کی دادتی رہی۔ ہم جناب فیروز دین صاحب کا ذکر کرنے سے بھی بازنہیں رہ سکتے۔ جنہوں نے اس کی تعمیریں تجھہ سے ۱۸،۰۰۰ روپے میں کے ۱۱،۰۰۰ میں عطا فرمائے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ ان کی دریا دلی اور فیاضی کے بغیر یہاں کے مسلمانوں کے لئے ایسی خوبصورت اور عالیشان عمارت تعمیر کرنی ہبائیت شکل بات تھی۔ جو بلا بمالغہ مشہر کلبے کی زینت کہلانے کی متحقیق ہے۔ ہم صاحبان نے جاپان میں اسلام کی جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ ان کا حاظہ کر کے ہر سالان کے دل میں یہ آرزو موجز ہے۔ کہ ان کی میکن طریقے سے عزت افرادی کی جائے۔ چنانچہ تاریخ ۱۹۴۷ء میں مخدیں کی ایک جماعت کے روپ بر جناب محمد عبد الکریم صاحب بوجیہ نے مسجد کا شکن بنایا و نصب فرمایا۔ اور جو اختتام کو سمجھی۔ تو تاریخ ۱۹۴۷ء اگست بروز جمعہ جناب فیروز دین صاحب نے اطراف عالم کے مسلمانوں کے بڑے مجمع میں جس میں دوسری و جتنی بصیرت کستان۔ افتتاح کیا۔ اول جناب پر محمد صاحب ماسٹر پریمینٹ مکہ میں سے حضرات و خوتین موجو تھیں افتتاح فرمایا۔ اول جناب پر محمد صاحب ماسٹر پریمینٹ مکہ میں سے مختصر الفاظ میں مسجد کی تاریخ بیان فرمائی۔ پھر جناب فیروز دین صاحب سے درخواست کی کہ دست خاص سے اس کا افتتاح فرمائی۔ اس پر صاحب موصوف مسجد کے بڑے دروازے پر شریف لکھنے اور خصوص

مگر موثر تقریبی اعلان کیا کہ مسجد کی پہلی مشتملہ ہی کے تمام اخراجات میں اپنے نفے لیتا ہوں۔ بعد ازاں صاحب موصوف نے نظری کجھ سے بروکس موقعہ کے لئے خاص طور سے بنائی تکمیلی مسجد کا دروازہ کھولा۔ اور طلوعِ آفتاب کی خوبصورت سر زمین جاپاں پر پہلے خانہ خدا کے افتتاح کا اعلان کیا۔ تمام مسلمان فخر ہے نے اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے جناب فیر ورزین صاحب نے میانار پر چڑھکا پہلی اذان دی۔ اور بہت ملک مسجد میں پہلی نماز جمعہ ادا کی۔ مسلمانوں کی خوشی کی کوئی انہتہا نہ تھی۔ کہ ان کی آنکھوں کے سامنے سر زمین جاپاں میں پہلی مسجد سر بلند کھڑا تھا۔ ماس دن سے مسجد میں روزانہ خوب قنۃ نماز ادا ہو رہی ہے۔ ماہ گلت میں گری کی شدت تک اس وجہ سے عہدہ دار ان سلطنت جاپاں اور دیگر غیر مسلم ملکوں کو اپنی خوشی میں شریک کرنیکی رسم منتقل ہوئے کے انتظار میں ملتوی کرنی ٹرپی تپاریخ ۱۹۳۵ء نماز جمعہ کے بعد ہماری دعوت پر تقریبی چھ سو حضرات مسجد دیکھنے پڑتے لائے اور جو ایمان مسجد کے بعد نہ ہوئی میں جمع ہوئے جہاں کمیٹی کی طرف سے شاندار پارکی دی گئی۔ انہوں ہے کہ جناب فیر ورزین صاحب اس جلسے کی صدارت ذفر ملے۔ کیونکہ وہ سندھ و سستان کے ہوئے تھے۔ جناب محمد بن داہم بیوی بوجیہ صاحب بھی جاپاں میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ ان اصحاب کی غیر موجودگی میں جناب میاں عبدالعزیز صاحب بیسی سالیں صدر آں اندیسا مسلم لیگ سے درخواست کی گئی۔ جو اس زمانے میں یہاں تشریف رکھتے تھے کچھ جلسے کی موقوفی صدارت فراہمی۔

تعمیر مسجد کے مسئلہ میں جناب ولی نور محمد صاحب کی سی بیان کا ذکر ضروری ہے کہ صاحب موصوف نے اپنا قیمت وقت صرف کے دوران تعمیر میں اسکی نگرانی فروائی۔ اور اپنے گاندھی شرودوں سے مکملی کو مستند فرمایا۔ یہم اُن تمام مسلم بھائیوں کے بھی ہمnon میں جنہوں نے حسب تہطیعات کسی نہ کسی طرح تعمیر مسجد میں ہمارا تھا ٹھیا۔ خدل سے دھالہے کہ ان سب کو نیکی کا اجر عطا فرمائے۔ آئین۔

جلد مسلمان حضور ملک مظہم شہنشاہ جاپاں کی خدمت عالیہ میں دلی شکریہ کا سپاس نامہ پیش کرنے ہیں کہ انھوں نے محنت خروانے سے اپنی ملکت میں ایک غیر قوم کو بلا کسی قیود کے مذہبی فرائیں انجام دیتے کی اجازت عطا فرمائی۔ ہمیں مسلمان عالم کے رہبرو یا اعلان کرنے میں بڑی مدد ہے کہ مسجد کی مالی مالک بہت بچتے ہے اور وہ اپنے پاؤں پر آپ کھڑی ہے۔ یہم نے ۳۰۰۰ این کے صرف سے کچھ جائز اور غیر منقولہ خریدی ہے جس سے تقریبی ۰۰ این یا ہزار آٹھ ہوئی ہے۔ ماں کے علاوہ ہمارے پاس ۲۶، ۴۹، ۲۰۰۰ میں نقد موجود ہیں جس سے ہم فرید جائز اور خرد کریں کا ارادہ کریں ہے۔ اور اس سے تقریبیاً ۲۰۰۰ میں ماہوار کی مزید آمدنی ہو جائیگی۔ جملہ ۰۰۰ میں کی آمدی مسجد کے تمام اخراجات کی بخوبی کفیل ہو گے۔ علاوہ بریس جس کے قبضہ میں ایک قلعہ زمین صافی موقعہ شہر لوکیہ میں جو تقریباً ۳۷۰۰ مرلے کر رہے ہے موجود ہے۔ اور دیسٹریکٹ احمد عبدالکریم مراڈ لٹیڈ کا عطیہ ہے۔ ان عطیات سے ہمیں مسجد کی مالی حالت کی فکر سے

بانک سکردو شی خال ہو گئی ہے۔ فی الوقت حال ہے سننے ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ حکومت جاپان کے نزدیک ابھی تک اسلام کوئی مسئلہ نہ ہبہ نہیں ہے اور اسے وہ مراجعات خال نہیں ہے جو دیگر مسلمہ نہ ہبہ کو جن میں عیا فی نہبہ بھول ہے۔ خال ہیں ہم ہمین کوشش کر سکتے ہیں۔ لہ حکومت جاپان اسلام کو سچی ایک نہبہ سیم کرے۔ مگر یہ واضح ہے کہ یہ ایک بہت شکل تسلیم ہے اور اسے صل ہونے کیلئے مسلمان جاپان کو استقلال سے کافی عرصت کا منتظر ہے و جہد کرنی لابدی ہے۔ اور اس کے لئے کم رہت بال منصی چلے گے۔

مہمان کا فرض ہے کہ جب اور جہاں کہیں ہمکن ہو تبیخ اسلام کی کوشش کرے۔ ہم نے اپنی جانب سے مسجد تعمیر کر کے اور اسے آباد رکھنے کا ذمہ لیکر اپنے فلسفیہ کی بجا آوری کی حقیقی امکان کوشش کی ہے۔ اب کم تمام دنیا کے مسلمانوں کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ جاپان میں تبیخ اسلام میں ہماری امداد فراہی ہے۔ اتنا اسلام کا تہذیب کرنے سے قبل دو امور ذمہ نہیں کرنے لازمی ہیں۔ اول یہ کہ صرف قابل مبلغین ہی جو ضرورت نہ مان کے مطابق اسلام کی ترجیحی کی نہایت رکھتے ہوں یہ قصد فرمائیں۔ دوم یہ کہ جاپان کا قصد کرنے سے قبل انکو اپنے شن کے مصارف کا پورا انتظام کر لینا چاہیے۔ مشن کی روزگار سے پہلے ہم سے مشورہ کر لینا نہایت معیند ہو گا۔ آجیں ہم دنیا سے اسلام کی خدمت میں اپنی حقیقی خدمات پیش کرتے ہیں۔ جب کبھی جاپان میں اسلامی تحریکات کی بیانیت یا صحیح اطلاعات خال کرنے کی ضرورت ہو تو ہمیں یاد فرمائیں۔ اور غیر متعبدہ ذرائع کی پیشکردہ اطلاعات پر بھروسہ کرنے سے پرہیز کریں۔ کیونکہ وہ مگر اُن ہوتی ہیں ماورہ مالے مقصد کو فائدہ پہنچانے کی بجائے نقصان رسان ہوتی ہیں۔

ہم دنیا کے اسلام کی آنکھیں کے لئے نذریغہ ہا اعلان کرتے ہیں۔ کہ جہاں تک کوبے کی مسجد مختار سالغون ہے۔ کبھی کو مسجد کی منتقلہ جایزاد کے ذریعہ سے کافی آمدی ہے۔ اور ہمیں مالی امداد کی ضرورت نہیں۔ نیز ہم متنبہ کرتے ہیں۔ کہ مسجد کے نام سے کسی کو ہبندہ یا عطا یہ نہ دیا جائے۔ المشتری:-  
کوبے مسلم مسجد کیٹی  
بیوی

بلقی مضمون رشحات ادارت آمده از صفوہ نمبر ۲۸ :-  
جس میں ان دو فرقوں کے دجل و فربی کی طبعی نہ کھولی گئی ہو۔ اور پھر صاحب موصوف نے اخبار نظارہ شیعہ لکھنؤ ۲۸، رجون ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں بھائیات بخاری کے عنوان پر شائع شدہ رمضان کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چونکہ شیعہ اخبارات شمس اسلام کے ساتھ تباہی نہیں کرتے لہذا نظارہ کے مطابو کا ہیں تو فوجہ نہیں لالا کسی صاحب کے پاس نظمان کا لذ کورہ پرچہ موجود ہو تو برداشت فرمائی۔ انشا اللہ شیعوں کے اعتراض کا تسلی غیش و دنداں شکم جواب دیا جائیگا ہے۔

# اسلام اور حکومت

راز مولانا شاہ نسافر حکمن صاحب جید آبادی

## راہسلہ اشاعت گذشتہ

حوالی مشقول اور شقتوں کے بعد اگر بچپانے کسی صوفی کو دھی نہیں کہ یہ حضرات انبیاء و کرام علیهم السلام کے ساتھ مخصوص ہے بلکہ کچھ امام کچھ نقی با الحنف کوئی نعمت فی الرفع وغیرہ کی بلکہ سی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو اس پر بالذخیریا۔ نیایا۔ یوسف مخدوں کے حضت فقرتے کیا خود اپنے ساتھ تمحیر نہیں ہے؟ وہ تو اللہ کے فضل سے دنیا میں ہمیشہ کچھ ایسے لوگ رہتے ہیں جن عقل و حواس کے سوا اور عین ذائقہ بھی بعض دفعہ مختلف دجوہ سے کھل جاتے ہیں۔ اور اس کے لئے اسلام و ایمان کیا پس تو یہ ہے کہ انسانیت بھی شرط نہیں ہے کہ تنہ ہیومنیت ایسی باطنی بصیرتیں رکھتے ہیں جن کے ذریعہ سے ان پر ایسی باطنی مکملی ہیں جنہیں عام ادمی صرف حواس و عقل کے زور سے نہیں جان سکتا۔ جنہوں کو توں یعنی پندوں کے تجربات و درجہ تلقین نہ کچھ ہوئے ہیں۔ اور کیا کریں گے مولوی کو اُن کی کتابوں میں ہے۔ کہ عالم قبر کا مکاشتم عن و اُن کے سوا تمام حیوانات کو ہٹاتے ہے۔ بہرحال یہ ثابت کرنے کے لئے کچھ عقل و حواس کے سوا اور دوسرے ذرائع یہے جنی ممکن ہے ہمیشہ حق تعالیٰ دینی نظائر کو باطنی رکھتا ہے۔ اور رکھے گا۔ جو جانتے ہیں اور عقل و حواس کے توسط کے بغیر جانتے ہیں کچھ نہیں تو ہر کوئی پانچ آدمیوں میں ایک ایک آدمی ایسا عموداً پایا جاتا ہے۔ جسے کچھ خواب پڑتے ہیں۔ جو واقعات ابھی نہیں ہوتے انہیں وہ دیکھ لیتا ہے۔ اور اس وقت دیکھ لیتا ہے۔ جب کسی فہم کی عملی کاشکار ہٹھا جی دیا ہے العیاذ بالله

## وحی کی تشریح

انتظار کے بعد کارڈی کی آواز بیلی کے عشق کے بعد قیس کو آگے پچھے بیلی ہی بیلی کو دیکھنا کیا یہ دماغی عقلی اختلال نہیں تو صحت عقل وہیں کے آثار ہیں جو کنیاعرض کروں۔ حد مندان اسلام جوش میں نہیں خیال فرماتے کہ مسلمانوں کے کسی ایک حصہ پر حملہ کرتا جہاں تک میرا تجربہ ہے خود اسلام کے کسی حصہ کو مجرم ورع کرنا ہے:

ماں غیر مسلم و مون جب اپنے سب کچھ کسی پر لٹا جکتا۔ مالد و ولد اور الناس ”بک حچوڑ کر کسی ایک کے قدموں سے لپٹ پڑا۔ کم از کم اس پر غداری کا الزام لگاتا ہے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے بھی جس سس وغور سے کام لینا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے چیزیں لے کر اپنے ایمان دین میں کیا کوئی محمدی عمد اثر کیکر کر سکتا ہے؟ نتیجے کی غلطی سے ممکن ہے بلکہ نتیجے کی تعلیط بھی تحقیق کے بعد ہوئی چاہیئے چند سنی سُنای عسطی با ذلی پیمانوں کے دشمن میں کوئی نہیں بلکہ پچ تو یہ ہے امت اسلامیہ خصوصاً اہل السنۃ والجماعۃ کا ڈا طبقہ جس میں داخل ہے۔ ان کو ہم کرنا شاید تجاوز عن الحد ہے۔ اور ایک چلے کشی خلوت سمجھی۔ بصیری قلبی مکافات و المہمات کیا اکھضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ڈھونڈتے ہیں۔ کیا چرخ نہیں ملتے گی۔ اسی حرکی وجہ کے بعد جماری میں ہے کہ فتنۃ ہوئی۔ یعنی وحی مفتعل ہوئی تھی لیکن اس کا اتنا اثر کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کو پس اکی چوٹی سے گردیں اپنے بنت جنی کے آسان خیال فرمانے لگے تھے۔ اور اس نتیجے سے چڑھ جبکہ نتیجے اگر یہ صحیح ہے تو ہمارے صوفیاً بھی انہی قلبی کیفیت کی تعمیر بسط و کشاد سے کرتے ہیں۔ اور کبھی تپن بسط سے کچھ فترۃ ہی کا یہ مظاہماً یا عکس و خلل نہیں ہے۔ اف! ایکتنی بیکاری اڑائیں ہیں مسائلِ طائف و اسرار پر لیے مولوی بھی اس کو سر زمین سند کے جو گیوں کا سرقہ خیال کرنے لئے جو سر زدِ امام الف ثانی کی امانت کے علمبردار ہیں۔ حالانکہ مجید دہشت و نقشبندیت کا سارا دارود مدار ان ہی طائف و اسرار پر سے تکچھ پورا جاتا ہے۔ کہ دین میں اس کا کیا ثبوت ہے۔ سینہ کے مختلف مقامات اور اعضا کی بیض دوسرا جگہ بول پختگی رنگوں کے لوز کا دعویٰ جیسیں بُنیاد پر کیا جاتا ہے؟ یہ صوفی کہاں سے کہتے ہیں کہ انسانی اخلاق کے نگرانی ہی مرکزی مسماۃ کے ساقہ و بالستہ ہیں۔ ان طائف کی صفائی سے اخلاقی غمزید و خصائیں کے اندر اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ صحابہ کی زندگی میں اس کی نظر پر نہ لیکن شروع سے کہتا آرہا ہوں کہ دین کے لئے صرف مریبیں ہی کو کیوں شیخ کی زندگی بھی سامنے نہیں لائی جاتی؟ آخر بتایا جائے۔ کہ واقعہ شق صدر کی کیا توجیہ ہے۔ خصوصاً بہبوب شاہ عبدالودود زمیر شیخ کی تحقیق ہے۔ کہ شق صدر کا واقعہ پاچ دفعہ پیش آیا۔ اور طائف و اسرار بھی عند الاکثر پاچ ہی ہیں۔ ہے کوئی شرح و توجیہ ہم مولویوں کے پاس اس داقعہ کی؟ سینہ چاک ہے۔ قلب مبارک نکالا گیا پھاڑا گیا۔ کچھ سیاہ سی چیز اس سے نکالی گئی۔ طشت زرین میں کوئی چیز رفت کے ماند بھروسی تھی جسیں سے قلب بھرا گیا۔ وہ نور تباہ سے دھو دیا گیا تھا جس سے قلب بتوت پھر پیش کیا اور کس کی ٹھنڈی کے آپ کو اس وقت تک محسوس ہوتی تھی۔ جب پھاٹس سال کی عمر کے بعد آپ اس

داققو کو مدینہ کے اصحاب کے آگے دہراتے تھے! نہ خون نکلا۔ نہ مانکے گے۔ نہ تکلیف ہوئی! اور یہ سب کچھ ہو گیا۔ اگر صرف بچارے طائفہ و اسرار کے اسوار ہم تک نہ پہنچاتے۔ تو تائید ہم اس کو کچھ خوبی خیال ہی کیکر ٹھال دیتے۔ یا کوئی نئے ابن جزی پیدا ہوں۔ اور ابن ججر کے رجال کو سامنے رکھ کر راویوں کے لئے پڑھے ٹھوٹ لئے۔ مگر کہاں تک جایش گے۔ بالآخر داققو کا اکثر حصہ بخاری میں انہیں مل کر پہے گا۔ فاتیت المفت.

سیر و سلوک پر صوفیوں کے طعن کیا جاتا ہے۔ پارسیوں کی کتبیں دکھائی جاتی ہیں۔ کہ ان کا کوئی مودید محسوس نہ ہوت وغیرہ کے آثار اور جہاںوں سے گزرتا ہے افرادوں تک پہنچا؟ دوسری کوڑی میں کہ صوفیوں کا مخذل گیا۔ لیکن کاش؟ اتنی طویل مسافت طے کرنے کی جگہ کبھی آیات "بَلْحَانَ اللَّهِ أَسْوَى بِعَصْدَدَةِ لَيْلَا" یا سورۃ النجم کی ابتدائی آیتوں پر ایک نگاہ غلط انداز ڈال لیتے یا تھوڑی سی رحمت گوارا فرماتے۔ تو پارسیوں سے بہت پہلے ان کو بخاری وسلم کے اور قصہ میں واقعہ اسراء و محراج میں اب کے ان آیات کبریٰ "سیرہ حال کھلتا ہے جن کا کچھ پتہ کبھی کبھی جیسا ہے بھی دیتے ہیں کیا کیا جائے۔ کیا قرآن بخاری وسلم سے واقعہ اسراء و محراج سے حذف کرو یا جائے۔ یا لیلۃ کے اشائے سے، چلئے اس پر بھی خوبی کی چادر اڑھا دیجئے۔ نہیں سے پہلے آسمانوں پہنچت۔ دوزخ کا خیال جما کر سوئے یا ساتھی محراج کا لطف حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر یہی محراج ہے تو محراج کی محراج بھی معلوم ہوئی۔ اور رب سے آسان توبہ ہے۔ کہ پھر گردن نہیں یکشتنی راویوں کی جستجو شروع ہو جائے یا خصوصاً جب علامہ ابن جوزی الحجر ثنا صاحب تلبیس ابليس خاص حدیث محراج کے بعض ان طریقوں کو بخاری میں ہیں۔ ان پر وضع اور گھرنت کا کلمہ اڑا اس بیہدی سے چلا جکے ہیں۔ کیسا رادینیاٹے اسلام اور عالم علم اس ادعیا پر تھرا اٹھا تھا، اور حضرت کے ناک تشدید سے کون صبیہ بچا سہا ہے۔ سرحمتہ اللہ علیہم و غفرانہ

کیا اس امت کے افراد کو صوفیا کے مجاہدات و میاصفات پر طعن کرنے کا کوئی حق ہے۔ جس کے رسول علیہ السلام کے یاؤں شکری عبادت میں پھول چھوٹ جاتے تھے۔ سوچنا چاہئے کہ بات کہاں جا بھی۔ صوفی اس کے بعد اگر دربار رسالت میں کھڑے ہو کر حیلانے لگیں یعنی یہ تو یہ راہ سے تجھ کو بھی برا کہتے ہیں!

تو آپ ہی بتائیے یہم کو مولوی اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں۔ یہاں اور خلوت حوال کرنے کے لئے جنگل اور بیان میں جلدی کا حکم نہ ہو۔ نیکن مکانی خلوت پر اصرار بھی کیا گیا۔ تو زمانی حرث

کا کوئی انکار کر سکتا ہے۔ الصلوٰۃ باللہی وَالنَّاسُ نیام (راتوں کو نہمازیں پڑھنی جب ساری دنیا سوئی ہے) کی افضل الحسنیں ہیں ہے۔ مان کہ مذہل کی آخری آئینے نے ابتدائی آئینوں کی فرضیت منسون کردی تھیں لیکن کیا وہ  
کافی اس کے درتہ کے نفع کو متذمہ ہے؟ تجھانی جُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (ان کے پہلو نوابگاہوں سے  
الگھستہ ہیں) یہ زمانی خلوٰۃ والوں کی تعریفی نہیں ہے تو اس کی ہے۔ اور اس بات میں قرآن و حدیث کو  
کیا کوئی پہل رہا ہے؟ صوفی روتے ہیں تو مولوی ان رہنٹتے ہیں۔ حالانکہ عرفان حق کے بعد آنکھوں سے آنکھوں  
کا نکلنایا خود قرآن اس کی خبریں دیتا؛ فَرَأَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَقْيَضُ مِنَ اللَّهِ مَعَ هَمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ،  
ایمان و عرفان کی باتوں، حب اللہ و حب الرسولؐ کے جوش میں اگر ان کے جلوہ اور ان کی کھالوں میں تباہ  
پیدا ہوتا ہے مگر وہ سمجھدا و بکیتا کا بچھ کر زین پر گرپتے ہیں تو یا قرآن ان گئے والوں کی رفتہ کا  
اعلان نہیں کرتا۔ صوفیوں کے اعداد و صیلہ و تسبیحات پر اعتراض ہے، ہن کرضا کے ذکر کی عقلی ضرورت  
پوچھی جاتی ہے لیکن غیر صوفیوں ہی سے پوچھی جاتی ہے۔ یا ان سے بھی پوچھتے ہیں جن کی رکعتیں بھی گئی ہوئی  
ہیں، ان کے تسبیحات بھی کرنے ہوتے۔ ان کے سجدے بھی عددی رکوع بھی عددی پھر... الصلوٰۃ تسبیحات  
تحمیلات، تکبیرات، تہلیلات سب عددی یہ عدد کیا چیز ہے۔ ریاضت کو قربِ الہی میں کیا دخل ہے صوفیوں  
کے لیے پوچھا جاتا ہے۔ مولوی صاحبجان اس کی توجیہ کیا فرماتے ہیں لے زہد۔ قناعت، تذکر مالا یعنی اجماع  
فی الطلب پر اعتراض ہے۔ اور کس کو اعتراض ہے۔ اس امت کو اعتراض ہے جس کے رسول صلی اللہ علیہ  
وسلم کے متعلق صوفیوں کی کتاب میں نہیں بلکہ مولویوں کے صحیفہ ترددی میں ہے کہ بظاہر کی زین پیش کی گئی۔ کہ  
سو نکروی جائے۔ لیکن جن پڑھیں کی گئی اہنگ نے فرمایا:-

لَا يَأْرِبْ " " نہیں لے میرے رب "

ابوعیوماً " " ایک دن بھوکا رہوں گا "

وَافْطُرُوْمَا " " ایک دن کھاؤں گا "

کس تدریجیت بات ہے۔ جب خندق کی دعوت میں چند سیراٹ سے سینکڑوں صحابوں کا  
پیٹ بھرا جاسکتا تھا۔ تو اسی قدرت والے نے اسی خندق میں لپٹ پیٹ سے دو دو بندھے ہوئے پتھر  
کھوں کر کیوں دکھاتے۔

وَيُوْثُرُونَ عَلٰى الْفَسِيمِ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

لپٹ اور دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جس لامانہ خود وہ نادر ہیں"

کا کہا ترجمہ ہے۔ عام مسلمانوں کے لئے دنیاوی نہست ولذت چھوڑ کر اگر کوئی بے چارہ تہاری نوکریوں

منصبوں۔ عزتوں تھماری جائیدادوں۔ تمہاری آمدینیوں پر حملہ نہیں کرتا تو اس کے ساتھ اور زندگی کی جاتی ہے۔ کہاں تک لکھوں۔ کوئی مستغل مضمون لکھنا نہیں ہے۔ صرف اشارات پر کافیت کرایوں۔ اصل مطلب یہ ہے کہ جب کسی دین کا آغاز ہوتا ہے۔ تو اس وقت پیغمبر کی حیثیت شیخ اور مرشد کی ہوتی ہے۔ ان کے اتباع کی حیثیت، صحابہ و مرید کی، اگر کیم نہ ہو تو کم اسلام کی تاریخ کی پیغمبر اصطلاح ہے پھرجب اُمت سے نبی تشریف لے جاتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ان کے اتباع و صحابہ بھی۔ اور دوسری نسل آتی ہے۔ اس وقت ظاہر ہے کہ اُمت میں بھی دلوں (یعنی بنی و صحابہ) کی نمائندگی ہوئی چاہئے زیادہ گروہ ان لوگوں کا ہوتا ہے جو صحابہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اور زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرتے ہوئے دین پر اپنے قدم مضبوط جائے رہتے ہیں میں یہیں ہر دس ہزار بیس نہر اسلامیوں میں قلعے ایک ایسی ہستی کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو صحابہ تھی مریدوں کی نہیں بلکہ شیخ عین پیغمبر کی نمائندگی کرے۔ اپنی کو ورثتہ الابنیا کہا جاتا ہے۔ میں عرصہ کرچکا ہوں کہ ممکن ہے کہ ان ورثتہ الابنیا میں بعض ایسی پائی جائیں جو صحابہ میں ہوں، لیکن ان کے متعلق یہ چیز دیکھنے ہی کی نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ کہ پیغمبر کے خصوصیات کے نلال اور ان کے عکوس ان میں پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ سارے معاشر طبیعہ ہے کہ اُمت میں جن کو شیوخ یا عام اصطلاح میں جن کو پیر کا نوبہ لایا جاتا ہے۔ ان کو لوگ صحابہ پر قیاس کرنے لگتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ صحابہ یہ تجارتی تھے۔ صنایع بھی لگتے۔ کہاں بھی تھے اور یا انہیں بھی تھے۔ اور تمام پیشوں کے لوگ تھے۔ وہ سپاہی بھی تھے۔ عادل بھی تھے۔ ولی بھی تھے۔ سب کچھ تھے۔ اور ان شیوخ میں اکثر ہر چیز سے الگ ہو کر صرف دین کے لئے ہو جاتے ہیں۔ "اما اخذنا ہم بخال صستہ ذکری الدار"

ان کی زندگی کو صحابہ کی زندگی کے میساں پڑھنے بلکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے میساں پڑھنا چاہیے۔ اپنے دل سے پوچھنا چاہیے۔ کہ جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ تو اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریوحہ سش قبل فتح پیغمبر کیا تھا۔ جو شہر ہمہی میں فتح ہوا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبرانہ عہد میں کوئی معاشری ذریحہ اختیار کیا۔ کوئی کسب کیا۔ کوئی نوکری کی؟ کیا کیا؟ کھڑا پکی زندگی کس طرح گذشتی تھی جو حضرات مشائخ کرام رحمہم اللہ کی ملی زندگی کے سوا اس کا جواب اور کیا ہو سکتا ہے۔ فقر تھا۔ فاقہ تھا۔ اور اگر کسی مرید نے کچھ ہیجدا ٹوائے سے بھی لیا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشری زندگی کی بعد وفات خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہیں اور ارشادیع پوستی ہے۔ میوت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جہاں صوفیانہ

مکاں کا یہ بین شوٹ ملتا ہے ماسی کے ساتھ صبح سے شام تک دربارِ رسالت میں حاجتیوں کا دعاء کے لئے آتا۔ لوگوں کا اپنے بچوں کو سانس نہ لانا۔ ان کے سر پر تھے رکھوانا ان کے لئے تخلیہ رکھنے کا بھروسہ محسنوں کا آنا۔ ان کے کھانے پسے کا انتظام کرنا خود یا صحابہ سے ان کی تحریکی کرنی یا رائی لکھنا۔ ودد و دوسرے محسنوں کا آنا۔ ان کے کھانے پسے کا انتظام کرنا خود یا صحابہ سے ان کی تحریکی کرنی یا رائی لکھنا۔ اسی سماں کو نہیں پیش کرنا جو آج ہم اسلامی خانقہوں میں دیکھتے ہیں یا دیکھتے تھے۔ وُنور اور ان کے حالات ہی کو اگر کوئی پڑھ لے تو صاف نظر آئیں گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عربت کے شال و جبوہ کے لوگ ان ہی ضرورتوں سے جاتے تھے جن ضرورتوں سے بزرگان طریقت کے پاس فوج درفعہ دنیا چل آ رہی تھی۔ بہ جاں چند جزیئات جو سرسی طور پر سامنے آئے ہیں۔ وہ عرض کر رہا ہوں۔ بات بہت طویل ہوئی مختصر کریں ہے کہ ایمان و عل صارخ، تقوی، الیمان بالآخرہ کی دولت تحریریں اور تقریروں سے باقی نہیں رکھتی بلکہ اس کے لئے ہمیشہ عملی منزوں کی ضرورت ہے۔ نہ رہا آدمیں میں جب کسی ایک کے اندر ہمایہ کے بابر ایمان و الیمان پیدا ہوتا ہے تب جاکر عوام میں منتقل ذرخیز خرد (راہی کے دامن ببر) ایمان پتھاہے۔ لیشنا بخات کے لئے خواہ وہ بخات بولہے؛ اولی یا باہ۔ خرچ کی وجہ سے کہ ہم میں دلہت تعالیٰ کسی ایک دو کو پہنچاہو در رسول کی نمائندگی کے لئے منتخب نہیں کے لئے ضرورت ہے۔ اور یہی وجہ منصب تبلیغ و اصلاح پر آتے ہیں۔ تو ان کا نام کبھی شیخ کبھی صوفی کبھی پیر کبھی کچھ کچھ ہوتا رہے گا۔ لیکن الفاظ بدلتے ہیں گے جستیقت نہ متبہ لصرف یہی سیکھی کہ ان سے رسول کی نمائندگی مہر ہی ہے۔ اب شیخ وقت سے جس قدر جس حد تک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائندگی ظاہر ہو گی اسی قدر اس کے صحابہ اور مریدی بھی ایمان و عل میں آخرحتت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے قریب ہوں گے۔ اور اس حلقہ کی پیچا راشیخ نمائندگی رسالت میں مکمل ہو گا۔ اس کے مریدی بھی صحابہ کرام کی جماعت سے دوہو تے جائیں گے کس قدر افسوس کی بات ہے کہ چند تیرپی اتنیں اور حدیثوں کو لے کر جب رسالت کی نمائندگی سے بھی منتقل ذرخ کے ایمان پر قناعت کرنے لگیں گے تو آپ ہی بتائیں کہ ان کے عوام اور مریدیوں کے اندر ایمان کا کتنا حصہ باقی رہیگا۔ اور اس کا بعض خدا نے باہ خوشیدہ کر رہی دیا۔ جب سے دو ائمے دل کے بھنے والے اپنی دکانیں پڑھا کر چل فیٹے۔ یہ حال ہے امت مسلمہ کا

کیا ہم مولیوں کی انشائی تحریک اور خطابی شعلہ نور دیوں سے یہ اپنے اندر ایمان پا رہے ہیں ہم ملک سارے  
ان کے اندر پیدا ہو رہے ہیں ؟ دونوں دین کے سنتوں نے دونوں ملت کے وجود کی دو ایکھیں تھیں۔  
اُف ! وہ بھی پارہ کیا گرے جس کی یہ دونوں آئندھیں ہیں لیکن آئندھوں میں جنگ ہے کہ اکثر اور جو  
صحیح ہے تو میں غلط ہوں۔ اور میں غلط ہوں تو تو صحیح ہے۔ مولیوں اور صوفیوں کی اس جنگ کو کون ختم کر  
سکتا ہے۔ لوگوں کو عوام سے شکایت ہے اور کسی نیکین کو صرف خواص سے رسالت کی نمائندگی جب  
مٹ رہی ہے۔ تو صحابیت کی نمائندگی کی تعریف قمع کس بُنیاد پر کر رہے ہو ؟ یہ مولیں خالد بن زینہؓ ہاجاتا  
ہیں لیکن حراء میں محمدؐ سے اللہ علیہ وسلم کا کوئی متسلا شی نہیں پیج کہا تھا جس نے کہا تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ  
ظرف لے قصہ خوان بدر ضرورت حسراء کی ہے :

خَرَادٌ سَلِيْلٌ بَعْدَ رَجْحٍ . خَوَاصٌ هُولٌ تَبْ عَلَى مِنْ يَمِنْ لِكِنْ جَنِيْنَ هُنْ لَيْسَ تَوَآپَ إِنْ مِنْ عَالَمِ كِيْ  
كِيْلَا تَلَاشَ كَرْتَهِيْنَ .

یہ مخالفہ کہ جب اسلام کے مشائخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی نمائندگی  
کرتے ہیں تو پیران کا مرتبہ تو صحابہ سے بھی بڑھ گیا۔

بیکت ہے اخراجانے یہ کوئی لازم آیا۔ مسلمان بادشاہ بھی ہوتے ہیں تاجر بھی ہوتے ہیں کیا ان  
بھی ہوتے ہیں۔ اور ہر طریق کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور ان کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اب ہر ایک اپنے مشاغل  
کے ساتھ ساتھ ایمان و عمل و صالح کے جس مرتبہ کو حاصل کرے گا۔ آخرت میں سعادت و قرب کے اسی درجہ  
وہ تحقیق ہو گا۔ تاجر بھی مقام و لایت حاصل کر سکتا ہے اور بادشاہ بھی بسپاہی بھی اور لشکر دوز بھی۔

نوباف بھی۔ یہ کس نے کہا۔ کہ جنت صرف دیوبند کے شتم یا تھانہ بھون کے خرقدہ پوش ہی کی جائیگی۔  
کہ یہ تو ماسٹی و سائیں ہیں۔ اصل مدار کار تو ایمان و عمل پر ہے لیکن ان ہی لوگوں میں نہار دل اور لاکھوں  
میں خند لغوس یتھے ہوتے ہیں اور ہونا چاہئے۔ جو ماسٹی تھیں کڑوں سے جلد ہو کر اپنا شاخہ ہی یہ قرار  
نہیں ہیں کہ مسلمانوں کے ایمان و عمل کی نگرانی کرنے گے لیکن ۷۰

سِرِّدِ غُمِ عُشْقِ بُو الْبُوْسِ رَانِدِ سِنْدِ

ای دُولَتِ سِرِّدِ ہِمِسِ رَانِدِ سِنْدِ

مگر اس میں زور باز و کام نہیں۔ خدا کے بخشندہ کی بخشندگی کی ضرورت ہوتی ہے کیسی نے  
حضرت مرا ناظر جانجا ان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ کہ آج کل آپ کا کیا مشغل ہے۔ بولے انسانیت  
کے صحیحہ کی تصحیح! غلطیوں کو کاٹتا ہوں۔ صحیح و درج کرتا ہوں۔ اور یہی رسالت کی نمائندگی ہے۔

لیکن ان بندگوں نے دنیا کے تمام مشاغل میں سے اپنے لئے اسی مشکلہ کو پسند کیا۔ جوان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت کے بعد تھا۔ دنہ اس ایمان کی قوت اور اعلیٰ کی استواری کو اب کون حاصل کر سکتا ہے۔ پھر سالت کبریٰ کے آفتاب کی شاخوں سے ان میں پیدا ہوئی جن ھوڑے کے ناں کی اس گرفت کے پر ابھی تو کوئی نہیں ہو سکتا۔ پھر جہاں دین رسول کے گھوڑے کی طاپ سے اڑ کر اُن تک پہنچی۔ دنیا کے سب سے بڑے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا احمد بن الصراط المستقیم کی آئیں صحابہ کے بعد کسی کو میسر رکنی ہے۔ واللہ یقول الحق ویصدی السبیل

تاریخ و عبر

## ذکرِ متبیان ایران

(از زبان خضری ہمایم۔ ۱۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ مل چپٹ)

مزاعلام احمد صاحب قادریانی کے تمام دعاویٰ میں سے مجھے ان کے فارسی اسلیل ہونیکا دعویٰ زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اور میں ان کے اس دعویٰ کو اس لئے درست مانتے کے لئے تیار ہوں۔ کہ اسلام کے سلیاب فتحنگی سے لئے کہ اجتنک ایرانیوں نے نبوت اور بعض اوقات الہیت کو جس طرح بخوبی کا میں سمجھے رکھا ہے۔ وہ اب ایران کی خاک کا خاصہ اور ضمیرین چکتا ہے۔ اور جب کہی فارسی نژادی کی آڑ لے کر کوئی صاحب نبوت یا کسی اور اسی قسم کے بلند مقام کے مدعا ہوں۔ تو میں سرزین ایران کے سبقہ کارناموں کو منظر سکھتے ہوئے اصول کے طور پر امر تدیم کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کہ اگرچہ وہ صاحب بھی تو نہیں۔ البتہ فارسی الاصل ضرور ہیں چنانچہ یہ جانتے ہوئے کہ دوز اصحاب کے بزرگ جو قوم کے مخل برکات تھے۔ وہ باپ کے زمانہ میں سمرقند اور افغانستان سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے۔ اور جہاں جہاں پاپ نور اللہ مرقدہ کے قدم میلت لازم کو فتح و نظر نے چوڑا۔ وہاں کم و شیں یہ لوگ ان کے ساتھ تھے۔ اور پھر باپ کی او لا دیہاں رہ جلتے کے ساتھ یہ بھی سند و ستان ہی میں رہے۔ میں یہ تدیم کرتا ہوں کہ آپ نے الحقيقة فارسی اسلیل تھے۔ اگرچہ مجدد۔ محدث۔ یا بھی تو خیر بلند چیزیں ہیں سائیک صحیح الدماغ انسان بھی نہ تھے۔ عجیب الفاق ہے۔ کہ اسود عنی اور سیکھ کو اب کے بعد تمام متبیان ایران ہی کے باشندے تھے۔ لیکن یہ بجا یا تو عرب ہوئی وجہ سے

بالطبع مادہ ہی تھے اس لئے انہوں نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کی نعمت کو بھی با  
کر کھدا فرپر آتھا کیا بجٹا لوہ جنم کی پر تکلف و مہنتیں کا کیا مقابلہ کر سکتے تھے۔ اس کالا زمینی تیجہ یہ ہے کہ  
اہل عبسم نے نبوت کے ساتھ جس قدر چیرہ دستیاں کی ہیں۔ ان کے پیش نظر کوئی شخص اسود منی یا لیہ  
جیسے بچاروں کو کسی لگنی یا شماری میں لانے کے لئے تیار نہ ہیں۔

بی پروردید و می بینی یہ مدت تک ہے یہ مدت میں ہے اتنا داڑھی کی طرف اور ایسا عرب و عجم کیمیرن کا شمار ان بلند مرتبہ شخصیں دیسیات ایران کی تاریخ چار جلدیوں میں تحریر کی ہے۔ آپ کی محنت اور عرق میزی کا اندازہ کرنے کے لئے یہی تاریخیں کافی ہیں کہ آپ کی اس تاریخ کی بھلی جلد سنتے ہیں اور چوتھی ۱۸۱۹ء میں شایع ہوئی۔ اس تاریخ کے لئے مواد مہیا کرنے کی غرض سے آپ نے ۸۸۰ء کے ایام ایران ہی میں صرف کئے۔ آپ کی تاریخ ادبیات ایران کی بھلی جلد تند اور ادستاد کے عہد سے شروع ہوئی ہے۔ اور ساسانیوں کے اقبال کی تصویر کھنچنی ہوئی اُن تابِ ہلام کے طلوع کا جان بخش و جان فروذ تذکرہ چھپری ہے۔ اور حفصہ سرور عالم سے ائمہ علیہ السلام کی حیات گرامی کی مختلف پہلوؤں سے بحث کرتی ہوئی خلفائے راشدن خلفائے بنو ایمیہ اور خلفائے بنی عباس کے واقعات کو پوری وضاحت کے ساتھ ایک ایک کر کے گذاشتے ہیں۔ اور آخری حصے میں اس عہد کی ان عجیب غریب سہیتیں کا ذکرہ منصہ شہود پرائی گرو جھپٹیں ایکہ کفر عنون اور نژادوکی رو جیسی بھی الگشت بندلاں ہیں یعنیوں نے بتوت کا دعویٰ کیا۔ اور وہ قدرتی کرتے اور ہتھ تک بھی جا سکتے۔ اذبک کے یہ سطور استاد براون آنجہانی کے اس باب موسومہ اس عہد کے مشہور متنی دکا ملخص ہیں۔ اس لئے ہمایے زمانے کے حضرات یعنی باب اہل بہاء اللہ کا ذکر اس ضمن میں، قدرتاً نہیں آسکتا۔ ان نے تعلق پھر کسی سہی ہے۔

پہلے سریں جس طرح دُ کے کی مر جو معلم کا تحفان دیا سائی کے ہاں میں لا یا جا سکتا تھا، ایک دن  
خدا یعنیہ حس نشانہ میں اپنے بھائی شہزادے مصلح ہے۔ اس کے ایک گاؤں  
میں جسے سرازند کہتے ہیں یہ حضرت پیدا ہوئے ان کے والد کا نام ماہ فروری دین  
تھا۔ جوزاداں کے علاقے سے آئے تھے۔ آپ نے بحوث کا دعویٰ کرنے کے محتوا ہے ہی عرصہ بعد چین کا خ  
کیا۔ جہاں ان کا قیام سات سال تک رہا۔ اگرچہ آج تک ریشم پیدا کرنے کے کیرٹرے یورپ پر اور امریکہ  
میں بھی پہنچ چکے ہیں لیکن اس زمانہ میں ریشم چین کی مخصوص صنعت تھی۔ آپ واپسی پر وہاں سے ایک  
ریشمی کرتا بھی ساختہ ہیتے آئے۔ جسے تن سے آثارنے کے بعد، ایکستھی کے نذر نہ کہی کیا جا سکتا  
تھا۔

مگر جو میں آپ اپنے کنشت سے نکلے۔ اور دوسرے ایک سادہ لوح دہقان کو بلکہ کہنے لگ۔ کہ گواہ رہنا ہے! کہم ابھی تمہارے ساتھ عرش کی بلندیوں سے فرش کی بستیوں میچن دوسروں کے بھٹکے کے لئے اُتھے ہیں۔ اور تھہرہ ہمارا یہ ہے کہ یہ رُرتہ دیکھتے ہو۔ ہم نے اسے اُنار کی مُمٹی میں دے لیا ہے۔ کیا کسی اور کتنے یہی خصوصیت ہے؟ وہ الٰہ کی دم فاختہ اس بھرے میں آگیا۔ اور انی طرح کے کئی ایک کاٹھ کے پتوں کے ساتھ شہادت دینے لگ گیا۔ کہ میں نے فی الواقع جناب بہ افرید کو حضرت سیح موعودؑ کی طرح آسمان سے اُتھے دیکھا ہے۔ آپ جانتے کہ جب آجھل کی رسشنی کے زمانہ میں پڑھ کر چالیوں کے دم سے بھی بدستور اسا اندر بھیر ہردا ہے۔ تو اس زمانے کا تو ذکر ہی نفضل ہے۔ قصد توبہ یہ کہ ان علم نبوت کے بخوبی سے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ ان کا دعویٰ ہے۔ ان میں مکالمہ و مخاطبہ الٰہی میشون ہونا ہوں۔ اور یہ کہ زردشت خدا کا سچا پیغمبر تھا۔ اس نے فروعات میں کیش زردشت سے اختلاف بھی کیا۔ اور دینِ اسلام میں اس قدر تزییم کی۔ کہ پاچ کی بجائے سات نمازیں جاری فرمائیں۔ (خدائی شان ہے کہ کافر قوم نمازوں میں اضافہ کرتا ہے۔ نیکن ہمارے بعض بھائی مول میں یہ بھی دو نمازیں غائب نہ کر دیتے ہیں)۔ اس نے اپنی اُمت کے لئے فارسی میں ایک کتاب لکھی۔ وہ اس نامے کو قابل پرتشیز قرار دیتا تھا جس سے سورج جب نظر انوارِ قدرت چیز کا خمیر یا یہ اٹھایا گیا تھا۔ اس نے مریؤں کو تمام حسم کے بال بڑھانے کا حکم دے رکھا تھا۔ کہا ناکھاتے وقت زردشتیوں کی رسم زمزدہ کے مخالف تھا۔ اس کے زمباب میں کم عمر چانور دل کی قربانی۔ شراب نوشی اور اچانک ہاک ہونیوالے جانور کا گوشت کھانا منور عورت۔ جب اس کے "کفر و الحاد" کے چھپے زیادہ ہوئے۔ تو دس ایام مغلوم اور مویاں گر کی شہادت پر حامی دین زردشت جناب ابوسلم خدا سانی کے حکم سے نیٹ پری میں انہیں نکار کے لکھا ہے اُنار دیا گیا ہے۔

**سند و بھروسی** یہ افرید کے بعد سند باد جو سی نے زمام نبوت سنبھالی۔ اس موقعہ پر بیوی خراسانی کے متعلق چند سطور لکھنا بے محل نہ چوکا۔ اسلام نے جب نہا دند اور قادر سیہ کے سیداں میں کسرے کی سلطنت کا تختہ ہمیشہ کے لئے الٰہ۔ اور ایسا یوں نے اپنی فوج کی اکثریت کو مویا کا جرکی طرح کھلتے دیکھ لیا۔ تو انہیں نے اسلامی خشون قاہرہ سے مقابلہ کرنے کی نیت ہی بدل ڈالی اور اسچکل کے سیاست داؤں کی طرح انسدھی اور سے اسلام کے قصرِ رفع کو زبرد کے ذریے اڑا دینے کا طریقہ اختیار کیا۔ نہاؤند اور قادر سیہ نے ایسا یوں کے سینوں میں ناسوؤال دیئے تھے۔ چنانچہ ان میں سے بیشتر لوگوں نے پ्रا من طریقوں سے اسلام کے خلاف اتفاقی کارروائی آغاز

کی۔ عربوں کا دعویٰ زبانی اور ان کے سوا دوسرے گوئیں مکاٹنگ (محجوم) مونا ایرانیوں کو کاہ کا نکھل رکھتا تھا۔ چنانچہ اپنے ہیوں نے عربوں کے متعلق یہی ایسے ذلت آمیز اتفاقات استعمال کرنا رواں کچھ جن کا کچھ  
ختہ فردوسی کے ان اشعار میں بھی ہے۔

ز شیرشت نوردن و سوسارا پڑی رب راجحینیں رسیاست کمال

کہ مکاٹ محجم را کنندہ آرزو ہے تو فور تو اے چڑھ گردن لقو

چنانچہ عربوں کے کوئی ملن املک کا جواب ایرانیوں کی طرف سے بتدریج دیا گیا۔ سب سے پہلے موافق  
جماعت (ادہ اسلام) لانے والے بو عربوں کے سوا دوسری اقوام سے تعلق رکھتے تھے (نے اسلام کے اہل پتو  
پسند کر دیا۔ کہ اسلام میں آقا و علام اور قوم و نسل کی کوئی تغیری نہیں۔ یہاں تک توجیہ تھی۔ لیکن جب عباسیوں کی  
شیعی اقیال میں ایران کا تیل ڈالا جاتے لگا۔ تو اس عہد کی ایرانی تخلّفات سے پُر عربی تہذیب کو  
بدوؤں کی زندگی سے شرفی ختم ہجھا جانے لگا۔ چنانچہ جہاں ایک عام ایرانی خلیفہ کے حرم میں آزادانہ آجا  
سکتا تھا، وہاں رب امراء کو باریابی کی اُسی میں دروازے پڑتے پڑتے ہفتون گزار جاتے تھے۔ اس نہ  
کہ انتہا بُو مسلم خراسانی کے ساتھ ہوئی جس نے مکملًا عربوں کو ایک زیل اور ایرانیوں کو بُرگزیدہ خلافتی  
قوم قرار دیا۔ چنانچہ اس شخص کی تعلیمات اور شیوه نے ہی اس عہد کے متبتوں کی زیادہ تعصیت داد پیدا کی  
جب ابو مسلم خراسانی کو اسلام کے لئے ایک خطروہ غلطیم سمجھا جا کر ہمیشہ کے لئے نواب بعدم میں  
دیا گیا تو اسکی ذریات سمعیہ میں سے سند با محوی بھی تھا۔ یہ اپنے گھر سے بُو مسلم کا انتقام  
لیئے کی نیت سے نکلا تھا۔ اول اقل تو اس کی حالت کمزور ہی بیکن بجد میں۔ اسے اس قدر  
ترقی ہوئی۔ کہ قم اور اے ہیے اہم مقامات پر بھی اس نے اپنا قبضہ کر لیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ ابوم  
بھی زندہ ہے۔ اور اپنے سابقہ قاتل میں سے اس کی رُوح ایک قبری کی شکل انتہا یا رک کے پرواز  
کر کی تھی۔ جب اس کا فساد زیادہ ہڑھ گیا۔ تو بنو عباسی کی سیاسی مصلحتوں نے جریل جواہر بن  
مراد کے ہاتھوں اس فتنے کو صفحیہ ہستی سے مٹا دیا۔

**اسکو ترک** | ترکوں میں پناہ لینے کی وجہ سے اس کا عرف ترک مشہور ہو گیا۔ بُو مسلم

مسلم زندہ ہے۔ اور وہ ایک وقت مہبود پرے کے مقام پر دوبارہ نمودار ہو گا۔

خیفۃ المنصور عباسی کے عہد میں ایک اور خاری نژاد اس تاریخیں

**اس تاریخیں** | نامہ شخص نے ثبوت کا دعویٰ کیا۔ اور عہد میں اس نے "تبا عرض حال"

کو حکومت وقت کے خلاف سیستان ہرات اور بادغیش کے صوبجات میں بغاوت کی آگ لگا دی اس کے پریموں کی تعداد تین لاکھ کے تربیع پہنچ گئی تھی۔ اگرچہ اس نے حکومت کو بہت تنگ کیا تھا کیونکہ آخر کار عباسیوں کے مشہور جنیل خازم بن خزینہ کے ہاتھ سے ما را گیا۔ اس کا زمانہ رخراج ۷۶۶ھ سے ۸۲۶ھ تک ہے۔

**ایں مقتنع (بیہم محظوظ)** (علاقہ مرد (ایران) کے گاؤں کا دک مردان میں ایک اور اصلی اور حقیقی فارسی اہل بنی اہشم بن حکیم پیدا ہوا۔ جسے اب تک دنیا اُنکی نیت اُن شفیع کے نام سے جانتی ہے۔ قدرت کی ستم طریقی و کیمیتے کو درجال کا یہ غرفہ خداوند فارغ اس کے راثی گردے کی طرح بفضلہ تعالیٰ خود کی خشم تھا۔

اپنے اس جماںی عیسیٰ کو چھپنے کی غرض سے وہ اپنے چہرے کو ہمیشہ ایک بیٹی نقاب میں چھپائے رکھتا تھا۔ اس نے بنت کے بعد خداوند کا دعویٰ بھی کیا۔ ترکوں کی ایک جماعت میں وہ فرقے سیست اس کی خدائی پر ایمان لے آئی۔ اس کا یہ دعویٰ بھی تھا۔ کہ خدا نے چوہبھیں صدی کے ترقیتی انسان کے مشہور شکوہ علی

اما تپر کوئی ان دیکھے خدا کو کیونکر

کو دوڑ کرنے کے لئے میرے جسم میں قبل از وقت (پیشیگی) حلول کیا ہے۔ تمام تنبیوں میں سے غالباً یہی پہلا شخص ہے جس نے حکومت وقت (خینہ المہدی عباسی) کی افواج کو شکست فاش نہ کر چوہہ سال کے اپنی خدائی جاری رکھی۔ بالآخر ۱۶۹ھ مطابق ۷۸۵ء میں حکومت کو اس کے خلاف کامیابی حاصل ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ جب اُسے آخر میں مایوسی یا یوسی نظر آئی۔ تو اس نے اپنے آپ کو جلتی آگ میں پھینکیا یا اس خودکشی سے اس کے دم مقصد تھے۔ اول یہ کہ مریوں پر نیطا ہر ہوجائے کہ فی الحقيقة اس قابل میں خداوند کیمیتی اشرفی فریتھے۔ جو دش کی دندگی سے تنگ آ کر عرش کی رفتتوں پر دوبار مچلے گئے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ کسی فرد واحد پر یہ ظاہر نہ ہونے پائے کہ جناب قادرِ حق "ایک آنکھ سے ہندور تھے۔" اللہ ہمیں کی ستم طریقی کے قربان جائیے۔ کہ آگ نے اس کے چہرے کے سوا باقی تمام جسم کو جلا دیا اس طرح سے اس کی دونوں آنکھیں رہتی دنیا کے لئے اپنے امتیاز خصوصی کے ساتھ عترت کا موقع بن گئیں۔ چنانچہ اس کا جسم اسی نیم سوختہ حالت ہی میں تصور سے نکال لیا گیا۔ اور انہمیں اب بھی ایک قوم بھتی ہے۔ جو بسطا ہر مسلم کی پوری طرح پابند ہے۔ لیکن بالآخر اُن مقتنع کی الوہیت کی قائل ہے جس کی شان آنکل بھی مل سکتی ہے۔ ریاضی اور علم صاحت میں اسے بہت دسترس حاصل تھی جس کے باوجود اس نے

نخشب کے مقام پر سے ایک مصنفوںی چاند بھی نکالا۔ جو بعد کے فارسی اور عربی کے متعلقہ ادبیات میں ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ غالباً ہاسٹھ ہو شتر ہے سے  
چھوڑا مہم نخشب کی طرح دست قضاۓ  
خود شیدہ نہند اس کے پر اپنے ہوا تھا۔

**بابک خرمی** | خلیفہ المامون العباسی کے عہد میں ایک اور فارسی الامل پیغمبر صاحب پیدا ہوتے۔

جسے دنیا بابک خرقی کے نام سے جانتی ہے۔ یہ شخص مائین کے ایک تسلی مسمی عبد اللہ کا مٹیا تھا۔ جو اپنے اصلی گھر سے ہجرت کر کے آندر بائیجان کی سرحد پر پہنچا۔ اور وہاں کے ایک قرئے بلال آوار میں مقیم ہو گیا۔ وہ بیان کی ایک یا چھ پشم عدت پر عاشق ہو گیا۔ کچھ عرصے تک یہ متنبی زا جوڑا چھپ چھپکے مدار رہا۔ ایک دفعہ دونوں عشاق گھاؤں کے محلہ ذیہرے میں وادیعیش فی رہتے تھے کہ گھاؤں کی لڑکیوں نے جو پہنچے ہی سے دسی لوٹ میں تھیں۔ انہیں جا پکڑا۔ اس وقت وہ نوبیہ کی زبان میں کچھ گاہے تھے تو یہ کوئی کوئتہ دیکھ کر عبد اللہ تو بھاگ کھڑا رہا۔ لیکن فریتی ثانی موقود دار دات پر کپڑا آیا۔ بالآخر اس کے والد کے عیسیدہ تسلی کے ساتھ بابک کی والدہ کا نکاح کرو دیا۔ اس طالب کا نیجہ بابک کی پیدائش پر منتج ہوا۔ اس کا باپ کسی نفر میں مارا گیا۔ بعد میں بابک اپنی والدہ کو سارہ کے مقام پر لے گیا۔ جہاں وہ لوگوں کے مویشی چایا کرتا تھا۔ قریب کے کوہستانوں میں دو قبیلے رہتے تھے جن کے سرداروں کے نام جادو دان اور ابو عمران تھے۔ یہ دونوں سرداروں نے زہماوں کی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔ اور ان میں سے ہر شخص دو سکر پر اپنا تفوق چاہتا تھا۔ آخر کار انہوں نے اپنی ایک فیصلہ کرنے دو شخصی جنگ کی جس میں ابو عمران مارا گیا۔ لیکن جادو دان بھی اپنے زخموں سے جانبر نہ ہو سکا۔ جادو دان کی بیوی نے اس سپیوت پیغمبر کے ساتھ اتحاد جنسی قائم کر لیا۔ اور اپنے خاؤنڈ کے مردیوں کو حلفاً اس کا یقین دلایا۔ کہ ان کے مرشد جادو دان کی روزان پاک بابک کی فطرت نہیں اس میں جلوہ افزون ہو گئی ہے۔ اس نئے اب وہی ان کا واجب الاتباع امیر ہے۔ رچنا پختہ لوگوں نے اسے جادو دان کاظل اور بروز تسلیم کر لیا۔ میں سال تک آزادانہ و نذنانے کے بعد المتصمہ بالله عباسی کے سپیے سالا زانیش نے اسے گفت دے کر اسیہ جنگ کر لیا۔ اور مرنی را کے مقام پڑھیے کے دربار میں اس کا خاتمہ کرو دیا گیا۔

**افشیں** | اس سلسلے میں بہرستان کے ایک باغی شہنشاہی کا ذکر کرنا مناسب ہے۔  
جسے دولت عباسیہ کے عامل کا صڑڑا و اسینین کے خلاف بغاوت کے الزام

میں گرفتار کر کے اسی جگہ قتل کیا گیا جہاں باکب نے زندگی کے آخری سانس لئے تھے۔ اگرچہ شخص خلاف "ہما" اتنا منظور نظر تھا کہ اپنی مرت سے دو سال پیشتر باکب کے خلاف اسی کو بھیجا گیا تھا لیکن اس کی فارسی اللائی بھی زگ لے آئی۔ پبلے پبلے تو کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی لیکن جب خلیفہ نے یہ متبا۔ کہ اس کا ایک مقرب بارگاہ مسلمانوں کو بت تلقینی کا لازم گردانا ہے۔ ذیجھے کونا پسند احمد گھوٹ کر ملے ہوئے جانور کے نوٹ کو حلال سمجھتا ہے۔ لیتے آپ کو خداوند خدا (رب الارباب) کہلاتا۔ اور طہران کے شہزادے مازیار کو اسلام کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ تو اس کی حمیت اسلامی نے جوش مارا۔ اور ایک چیز میں زدن میں ایران کے اس سپوٹ اور مستند فارسی اصل کو ملیا میٹ کر دیا گیا۔ اس کے تعلیماتی عقاید یہی تھے جو اور پر بیان ہوئے۔

اگرچہ اس سلسلے میں ابھی باب اور بابا کا تذکرہ نہیں آیا۔ لیکن اس مقام پر یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں بھی فاقحاریوں نے کبھی طرح نہیں دی یا بھی وجہ تھی۔ کہ ان میں سے ایک نے شاہ عبدالغظیم کی مسجد میں خود ناصر الدین شاہ پر چمد کیا۔ اور اسے جان سے مار ڈالا۔ متبیوں کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اسلامی حکومتوں نے کبھی بھی انہیں سنبھلنے اور پہنچنے کی مہلت نہیں دی۔ ہماری تبصتی ہے کہ غیر اسلامی حکومت کی وجہ سے (جو اصولاً کسی کے ذمہ میں ملا خلت نہیں دیتی) بعض متبیوں کو بڑھنے اور رکھنے پہلوں کا موقعہ دیا جا رہا ہے۔ شاید یہی سبب ہے جس کی وجہ سے ہندوستان کو علمائے اسلام۔۔۔ دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ قارئین سے طوالِ گفتگو کی مددت چاہتا ہوں۔ بھال ٹکر لذیذ بودھ کا یہ دنار تر گفتگو ہے

## ہرزا اور محمدی بیگم

(بسیلہ اشاعت گذشتہ)

**سوالیں:** رضا صاحب! آپ کے اس نوٹ کو پڑھ کر آپ کے الہامات کی حقیقت نکشف ہوتی ہے کہ آپ اشتهارات میں بھی بہت کچھ حمیلہ بازی کیا کرتے ہیں۔ دیکھئے یہی نوٹ ہر فروڑی ۱۸۸۸ء کے اشتهارات میں درج ہے۔ مگر اس میں دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتهارات کا خواہ بھی درج ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ اشتهاراتوں کی اشاعت میں آپ نے کوئی خاص ڈسٹرکٹ کیا ہوا تھا اور عرضی گوئیوں کے بنانے کے لئے تاریخیں کو آگے پھیل کر دیکھ کر کرتے تھے۔

**ہرزا:** خیر لشتری جلد دوم ص ۱۱۹

**سماں :-** پر کی اس ہیبت ناک پیش گئی کہ ان پر کیا اثر ہوا۔؟

**مرزا :-** عبس و تولی و کان من المحسین (آئینہ کمالت صدھ، ترجمہ برشی ہے) اور رُوگردانی کی اور ہمہ مورثے والوں سے تھا۔

**سماں :-** آپ نے نشان آسمانی کی سچائی کا موقع توانیت اعلیٰ تاش کیا۔ کہ اگر زین جائے تو زن آئے۔ اور اس حکمت سے نبوّت کا نشان ہمی پورا ہو جائے۔ مگر ان کی کم نصیبی تھی کہ

اگر وہ کم نصیب اس پر راضی نہ ہوتے۔ تو آپ کوئی اور دنیادی لایحہ دیتے۔ ضرور شخص جاتے۔

**مرزا :-** شہ کتبت الیہ مکتوب بایہماء صنائی و اشائق رحمانی و نعمت بسم اللہ

الرحمن الرحیم اما بعد فاسمع ایحها العزیز مالک التحذیت جدی عبشاو

حسبت تبوی خبشاو واللہ ما ارسید ان اشق عليك و ستجد فی انشاء اللہ

من المحسنين و انا کتبت بعده موثق فانک ان قبلت قولی على عزم الاف

قبيلتی فاقوض لك حقدہ فی ارضی و خمیلتی و یونفع الخلاف والنزاع

بعهذا الوصیلتہ بیینا و یصلح اللہ قلوب شعبقی و عشقوی۔ آئینہ کمالات

صدھ، ترجمہ :- (پھر میں نے اس کی طرف اشارہ رحمانی سے خط لکھا) بسم اللہ الرحمن

الرحيم۔ اما بعد اے عزیز سن۔ تجھے کیا ہو گیا۔ کہ تو میری سچی بات کو فضول سمجھتا ہے۔ اور میری

خالص کو کھو ڈاکھیا کرتا ہے۔ بخدا میں نہیں چاہتا۔ کہ تجھکو تکلیف دوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ

تو مجھکو احسان کرنے والے لوگوں سے پائیگا۔ اس وقت میں پختہ عہد سے لکھ رہا ہوں۔ کہ

اگر تو نے میرے کہنے کی خلاف مرضی میری بات کو مان لیا۔ تو میں اپنی زمین اور اپنے باغ کا ایک

حصہ تجھے دوں گا۔ اور اس رشتہ کی وجہ سے باہمی مخالفت اور جھگڑا اٹھ جائیگا۔

اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے میرے کہنے کے والوں کی اصلاح کرنے کا ہے۔

**سماں :-** آپ محمدی کے والد کو توزین اور باغ کے حصہ دینے کی لایحہ دی۔ بہت اچھا

کیا۔ مگر والدین کو اولاد اپنی جان سے عزیز نہ ہوتی ہے۔ کیا آپ نے اس خط میں اس لڑکی

کے لئے بھی کچھ جائیداد دینے کا طمع دیا؟

**مرزا :-** (ہم) افی اعطی بنتا ثلثا من ارضی و من ماملكت یہی لائینہ کمالات

صدھ، (ہم) دیں تیری بیٹی کو زمین کی اور ملکو کہ مقبوضہ اشیاء کی ایک تھائی دوں گا۔

**سماں :-** آپ اگر اس پیش گئی کی غلطیت بھلاکنے کے لئے اہم اکی اور صداقت قطعیتی کی

ان کو الملاع دیتے۔ توقین بھگ جاتے۔

مرزا:- ہذا مکتبت مکتبی ہذا من امورِ قبیل اعن اموی ماحفظ مکتبی  
ہذانی صندوق فانہ من صندوق امین فالله یعلم انی فہ صادق  
وکل ما وعلت فیه و من اللہ تعالیٰ و ما قلت ولکن انطقی اللہ تعالیٰ بالحنا  
(میں نے اپنا یہ خط خدا تعالیٰ کے حکم سے کھا ہے ذانی رائے سے۔ تو میرے اس خط کو  
اپنی صندوق میں بخواڑ کر کے یہ خط صندوق دامین کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ  
میں یہ ہی تھا ہیں۔ جو کچھ میں نے اس میں وعدہ کیا ہے۔ مسوہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے  
میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ نے مجھکو اپنے الہام سے بنوایا ہے ۔  
سال:- اگر اس پیش گوئی کے پورے نہ بونے پر کوئی سنگین شرط لگاتی تھی تو پھر ان کو اسکی چائی کا  
توقین ہو جاتا۔

مرزا:- من نہیں کیا۔ میں صرفی الاجمل و ما حصص الصدق فاجعل جبلًا فی جمیل کا سلام  
سلام فی الرجلي و عذر بني بعد اب لم يعذ بـ بـ احمد من العالمين۔ آئینہ کمات  
صلوٰۃ ۵۔ (اگر یہی عذر دگزد جاتے۔ اور پیش گوئی کی چھانی خود رہ جو۔ تو میری گروں میں سی  
اور پاؤں میں بڑیاں ڈالنا۔ اور مجھے ایسا عذاب دینا جو آج تک کسی انسان کو نہیں دیا گیا)  
سال:- آپ نے یہ خط کب کھا۔ اور اس خط کا اثر احمد بیگ پر کیا ہوا؟  
مرزا:- ہذا مکتبت انی احمد بیگ شمس اللہ عارف، ولی۔ میں نے یہ خط احمد بیگ کی طرف  
شمس اللہ عارف میں لکھا۔ مگر اس نے مہنہ موڑا اور انکار کیا۔ آئینہ کماوت صدر ۵۔  
سال:- اگر احمد بیگ نے اپنے خط کی پڑاہ نہ کی تو آپ ان کے دیگر رشتہ داروں کی طرف خطوط  
لکھتے۔ شاید وہ ان کو فہماش کرتے۔

مرزا:- (ایسا بھی کوچکا ہوں) شفیقی شیر علی بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ۔ الاسلام علیکم و رحمۃ اللہ  
و برکاتہ کے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ مجھکو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا۔ اور میں  
آپ کو ایک غریب بیٹھ اور نیک خیال کدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ بلکن اب جو  
اپ کو ایک جبرستہ ناماہوں۔ آپ کو اس سے بہت سخت گذارے گا۔ مگر مخفف ان لوگوں سے  
تفہم چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھ پاہنچنے لئے ہیں۔ اور دین کی پرواہ نہیں کرتے۔ آپ کو سلوہ ہے کہ  
مرزا احمد بیگ کی راطی کے بارہ میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری خداوت ہو رہی ہے۔ اب

نیں نے نہ سامنے کے عدید کی وہ مری یا قبیری تاریخ کو اس رطکی کائنات ہونے والیتے۔ اور آپ کے گھر کے لوگ اس شورہ میں ساختے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ اس نکاح کے سڑک میرے سخت دشمن ہیں۔ بچہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیا یوں کوہنسا ناچاہتے ہیں جہدوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے دین کی پروادا نہیں کرتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت، ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس کو خود کیا جائے۔ دلیل کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب محققوں بچائیں اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں لگا۔ تو پفر و محجے بجا لیکا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابله کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ مجھ سکتا میں چوڑھا یا چیمار تھا۔ جو محققوں کی دینی عازمی نہیں۔ بلکہ وہ توابت تک ماں میں ہاں ملاتے ہیں سادر اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا۔ اور اس مرنوکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے یوں تو مجھے کمی کی لڑکی سے کیا عرض کہیں جائے۔ مگر یہ آزمایا گیا۔ کہ جن کو میں خوش سمجھتا تھا۔ اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاس سے وہی میری عزت کے پیاس سے ہیں جاہستہ ہیں کہ خوار جو اور اس کا رو سیاہ ہو۔ خرابی نیاز ہے جس کو جا ہے تو سیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھ کر پرانا رشتہ مت توڑو خدا تعالیٰ سے خوف کر کیسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے مت ہاں کہ آپ کی بیوی نے جو شہیں اگر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل الحمد کے گھریں ہے۔ بیشک وہ طلاق دے دیوے ہم راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا یا ہے۔ یہ اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتبا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجھڑی کر اگر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا رشتہ ہاتھی رکھیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خوشیوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرنا مرنا رکھیا۔ کہیں مرتبا ہوتا یہ اپنی آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھے پہنچی ہیں۔ بیشک میں تا چیز ہوں۔ دلیل ہوں۔ اور خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری نعمت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا دلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی حاجت کیا ہے۔ لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باذنہ گوں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی خود منشاء ہے۔ میرا بیٹا فضل الحمد جی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب محمدی کا کسی شخص نے نکاح ہو گیا۔ تو دیسری طرف فضل الحمد آپ کی لڑکی کو طلاق فسے دیگا۔ اگر نہیں نیکا۔ تو میں اس کو ہاتھ اور لجدوارث کر دو گا۔

اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے۔ اور یہ ارادہ بند کر ادا دے گے۔ تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور  
فضل احمد کو جواب پیرے قبضے میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی راہکی کی آبادی کے لئے کوشش  
کروں گا۔ اور میرا مال ان کا مال ہو گا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں۔ کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں۔ اور احمد  
بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائیں۔ اور اپنے گھر کے لوگوں کو تناکید کر دیں۔ کہ وہ بھائی  
کو راہکی ترکے روک، دیوے۔ در نہ بمحجے خدا تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ اب ہمیشہ کے لئے رشتہ ناطے توڑ دے  
اگر فضل احمد بیگ افرزدہ اور وارث بننا چاہتا ہے۔ تو اسی حالت میں آپ کی راہکی کو گھر من رکھیں گے۔  
اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ در نہ جہاں میں خصت ہتو۔ ایسا ہی سب ناطے رشتہ  
بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطرنکی سرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں میں نہیں جانتا۔ کہ کہاں تک درست  
ہیں۔ واللہ اللہ عالم ہر راقم خاک سار غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج ہم تو ۱۸۹۱ء میں سقوف از سیفِ حق پتیاں  
نعت۔ ۹۲ :

**سائزیل :-** مزرا شیر بیگ کا بیوی بواحد بیگ کی ہمسر ہے۔ آپ اس کو خط لکھتے کرو وہ اپنے  
بھائی کو شوچہ کرے گے آپ سے یہ رشتہ انجام پائے۔

**مزرا :-** والدہ عزت بی بی کو معلمہ ہو کر مجھکے خبر پہنچی ہے۔ کچنڈڑ تک محمدی مزرا احمد بیگ کی طلبی  
کا نکاح ہونے والا ہے۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں۔ کہ اس نکاح سے سارے رشتے  
نامیں توڑ دوں گا۔ اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس نامے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے  
بھائی مزرا احمد بیگ کو بھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ۔ اور بس طرح تم سمجھا سکتے ہو۔ اس کو سمجھا  
دو۔ اور اگر ایسا نہیں ہو گا۔ تو میں نے بولوی نور الدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے۔  
کہ اگر تم اس ارادہ سے بازنہ آؤ۔ تو فضل احمد عزت بی بی کے نامے طلاق نامہ لکھ کر  
بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھتے ہیں غدر کرے۔ تو اس کو عاقی کیا جاوے۔ اور  
اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جاوے۔ اور ایک پیسے وراثت کا اس کو نہیں۔ سو ایکھا  
ہوں۔ کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آ جاوے۔ کا جس کا یہ مضبوط ہو گا  
کہ اگر مزرا احمد بیگ محمدی کاغذی کے ساتھ نکاح کرنے سے بازنہ آؤ۔ تو پھر اسی روز  
سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے۔ عزت بی بی کو تین طلاقیں ہیں۔ سو اس  
طرح پلکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرا سے نکاح ہو گا۔ اور اس طرف  
عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائیگی۔ سو پیشتری طلاق ہے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ

کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضلِ حمد نے نہ مانا۔ تو فی الفور من سو عاق کر دیں گا۔ اور بھروسہ میری ارشاد سے ایک دانہ نہیں پاسکتا۔ اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو۔ تو آپ کیلئے بہتر ہو گا۔ مجھے انوں ہے کہ میں عزت بی بی کی بھری کے لئے بھائی کو سمجھا لو۔ تو آپ کیلئے بہتر ہو گا۔ مجھے انوں ہے کہ میں عزت بی بی کی بھری کے لئے بھائی کو شش کرنا چاہتا تھا۔ اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد ہے کہ میں نے کوئی بات کچھی نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ اور خدا تعالیٰ میں ساخت ہے جبکہ دن تکاح ہو گا۔ اس دن عزت بی بی کا تکاح باقی نہ رہے گا۔ راقم بر مرزا غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج ۱۸۹۳ء میں شفولی رزسیف چشتیائی ص ۲۹۔

**سماں** :- آپ اپنی بہو عزت بی بی سے خط لکھو گئے۔ شاید اس کی تحریر کا ان پر اثر پڑتا۔ **هزرا** :- از طرف عزت بی بی بطف والدہ :- اس وقت میری بیانی اور بیانی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے اگر تم اپنے بھائی میرے ماں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہو گی۔ اور پھر طرح کی رسولی ہو گی۔ اگر منظور نہیں تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میرا اس بھروسہ پھر زمانہ سب نہیں۔ (منقول رزسیف چشتیائی ص ۳۶)

**سماں** :- آپ نے اپنی طرف سے پوری سمجھی فرمائی۔ مگر ان کی یہ بیسی تھی۔ کیا آپ کوئی تنبیہ پیش کیوں ہوئی۔ شاید اس کے رب میں آکر آپ نے تکاح کر دیتے۔

**هزرا** :- اگر تکاح سے اخراج کیا۔ تو اس کا اجماع نہایت ہی بُک ہو گا۔ اور جس کے شخص سے وہ بیانی چاہیگی۔ وہ روز تکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائیکا۔ اور ان کے مگر پرتفوقة اور سیاست کے ارپیش آئیں گے (اشتہار مار جوانی ص ۸۸)

**سماں** :- آپ نے پیشگوئی توکری۔ مگر محمد بن سعید کے وزراء کی مخالفت بھی جناب سے سخن نہیں دھرت کے لئے کہی کرایت اور نعم کے ارپیش آئیں گے (اشتہار مار جوانی ص ۸۸)

وہ طرح طرح کے موانع پیدا کریں گے۔ اور آپ سننے تکاح نہیں ہونے دیں گے۔

**هزرا** :- پھر ان دونوں میں جو زیادۃ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی۔ تو محسوسہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے جو مقدر کر رکھا ہے کہ وہ مکتب الیکی دختر مکان جس کی نسبت خودت کی بھی تھی۔ سہ راکب مانع دو کرنے کے بعد اجام کار اسی عاجز کے تکاح میں لائے گا۔

اور بے دینوں کو مسلمان بناؤ یکا۔ اور گمراہوں میں ہمیت پھیلائیں گے اور اشتخار اور جوابی سائل : آپ نے جواحمد بیگ کی موت کی پیشگوئی کی ہے۔ وہ اس لئے بھیک ہے۔ کہ اُس نے رشتہ میں سے انکار کیا۔ مگر سلطان محمد کیا قصوٰر ہے کہ آپ نے اس کی موت کی بھی پیشگوئی کر دی ہے۔

مرزا : سلطان محمد اور اس کے اقارب اس لئے مجرم ٹھیڑا گئے۔ کہ انہوں نے یہ گناہ کیا۔ کہ ان کو ہم نے بار بار پساط بعض مخلصوں اور نیز خطوط کے ذریعے سے بہت کھوں کر نہادیا تھا۔ کہ یہ پیشگوئی ایک قوم کرشم کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تم ان کے ساتھ ملکر دیے ہیں توجب عذاب ست۔ جو۔ مگر چونکہ وہ بھی بہت سخت دل اور دین پرست ہے۔ اس لئے انہوں نے نہ مانا اور اسی طرح ٹھٹھا اور نہیں کی ہے۔ اور اپنی بے باکی سے اس رشتہ سے دست کش ہوئے تینخ رسالت ص ۱۱۱ اور ۱۱۵

سائل : مرزا جی! یہ تو بت لائیے۔ کہ احمد بیگ اور سلطان محمد کے مرجانے کے بعد ہمیں کیونکر آپ سے نکاح کر لئے پر راضی ہو جائیں۔ آخر آپ سے نکاح ہونے میں کو نسراز الی ہے

مرزا : لیر حمد علی المصابین وال مصابیات فانہ یضع المھم علی الجرح و یعطی الفرح بعد التزعج۔ انجام اتفاق ص ۲۱۔ تاکہ خدا تعالیٰ مصیبت زدہ مردوں اور عورتوں پر رحم کرے۔ کیونکہ وہ رحم دینے کے بعد مریم رکھا گزتا ہے۔ اور نعم دینے کے بعد خوشی دیتا ہے۔

سائل : مرزا جی! یہ فرمائی کہ محمدی سے آپ کا نکاح ہو نا صرف آپ کے الہامات ثابت ہوتا ہے یا کہیں احادیث ہنریہ میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔

مرزا : اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیشگوئی فرمائی ہے۔ یتروج و یول الدینی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا۔ نیزوہ صاحب اولاد ہو گا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر قصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرنے ہے۔ اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہو گا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سیاہ دل نکلوں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔ اور فرمائے ہیں کہ یہ

باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ (حاشیہ انجام آتھم ص ۳۵)

**سالیں:** بستنا ہے کہ محمدی بیگم دوسری جگہ بیا ہی گئی ہے۔ الہام تھا زوجناٹ ہا اس کا خلاف ہو گیا۔

**مرزا:** وحی آئی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیا ہی نہیں جائیگی۔ بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول دوسری جگہ بیا ہی جلتے سویہ ایک پیشگوئی کا حصہ تھا۔ کہ دوسری جگہ بیا ہی جانے سے پورا ہو۔ الہام آئی کے یہ لفظ ہیں سیکھیہ مکمل اللہ ویژہا الیک یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا۔ اور وہ جو دوسری جگہ بیا ہی جائیگی خدا پھر اس کو تیری طرف لائے گا۔ الحکم ۴ جون ۱۹۰۵ء دستقول از

الہامات مرزا ص ۶۰)

**سالیں:** اب پیشگوئی کی عزت بڑھ گئی اور ایک لمبا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

**مرزا:** (ہمان) اور ان میں سے وہ پیشگوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت بخوبی ن ہے۔ کیونکہ اس کے اجزاء ہیں۔

(۱) کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔  
 (۲) اور پھر دو ماہ اس کا جو اس کی دختر کلان کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔  
 (۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تاروز شادی دختر کلان فوت نہ ہو۔

(۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تانکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور سکھ ثانی کے وقت نہ ہو  
 (۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔  
 (۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے تکار ہو جاوے اور ظاہر ہے کہ تمام واقعات اس کے اختیار میں نہیں۔ (شہادۃ القرآن ص ۲۷)

**سالیں:** اگرچہ پیشین گوئی کے پورے ہونے کے لئے ایک زمانہ درکار ہے مگر محمدی بیگم آپ کے نکاح میں آنا آپ کے نزدیک یقینی ہے۔ (بدر آید درست آید)  
**مرزا:** عدالت میں میری تضییک کی گئی ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ عجب اثر ٹرے گا اور سب کے سرزنشات سے نیچے ہونے۔ لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیشگوئی شرطی تھی۔ لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی۔ اس لئے جھہ ماہ کے اندر مر گیا۔ اس کا خوف خاندان پر گلا۔ اور خصوصاً شوہر پر اس لئے خدا نے نکو مہلت دی

گروہ لڑکی میرے نکاح میں ضرور اسیٹی۔ (الحکم، ۲۱ اگست ۱۹۷۱ء (بیان عدالت) مشقول از کاویہ ص ۵۵)

**سیال** بیوی بیگم کا والد احمد بیگ توفت ہو گیا۔ مگر اس کا خاوند سلطان محمد زنده ہے اس کی زندگی کے خاتمه کی تاریخ کیا ہے؟

مرزا:- ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء سے قریب تیارہ ہئینے باقی رہ گئے تھے (شهادۃ للقرآن ص ۷)

**سیال**:- آپ کی پیشگوئی کے مطابق ۲۱ اگست ۱۸۹۴ء تک سلطان محمد کو مر جانا چاہیے تھا مگر ۲۱ اگست ۱۸۹۲ء کے بعد تک بھی وہ زندہ ہے بیشگوئی پوری نہ ہوئی۔

مرزا:- مگر انہیں کہ وہ لوگ اپنی نادانی سے ذرہ اس بات کو نہیں سوچتے۔ کہ اس پیشگوئی کا ایک جزو نہایت صفائی سے میعاد کے اندر پورا ہو چکا ہے۔ اور دو طائفوں میں سے ایک طائف ٹوٹ چکی ہے پس ضرور تھا کہ جن لوگوں کو ایسا غنم اور ایسی صیبیت پیچے وہ توبہ اور خوف سے اس لائق ہو جاتے کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کے دوسرے حصہ میں تاخیر ڈال دیتا۔ (ضمیمه انجام آئتم ص ۵۲)

**سیال**:- اس پیشگوئی میں توبہ وغیرہ کی کوئی شرط نہ تھی۔ چنانچہ نیازمند کو پیشگوئی کے حصل الفاظ یاد ہیں جو خدمت میں سنائے دیا ہوں۔

اوجسپ کسی شخص سے بیانی جائیگی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی دو الگس و خستہ کا تین سال تک فوت ہو جائیگا۔ اس میں توبہ وغیرہ کی کوئی شرط نہ تھی۔

مرزا:- خدا کے الہام میں جو توبی تو بی ان البلاء علی عقبیک ۱۸۸۶ء میں ہوا تھا۔ اسیں صریح شرط توبہ کی موجود تھی۔ اور الہام کذبیا بایا تباہ اس شرط کی طرف ایما کر رہا تھا۔

(ضمیمه انجام ص ۵۷-۵۸)

**سیال**:- توبی کا خطاب کس سے تھا۔

مرزا:- اپنی کنت ارید ان اس قدر فاذا تمثیلت لی ام زوجتہ احمد و اسیہما فی شان احنبی و او جدوا نی وجہ تھا فی فزع شدید عند التلاقي و عبرا تھا تنخد ان من املاقی فقلت ایها امراۃ تو بی توبی بان البلاء علی عقبیک

۱۶ (انجام آئتم ص ۳۳-۲۱۳)

ترجمہ:- میں نہیں کا ارادہ کر رہا تھا کہ ناگاہ احمد بیگ کی زوجہ کی ماں کی شکل میرے

سلشت آگئی۔ اور یہی نے اس کو ایسے حوال زبون میں دیکھا جس نے مجھکنغم میں ڈالا۔ یہی نے اس کو ملاقات کے وقت سخت خوف میں پایا۔ اس کے آنسوں گوشہ اپنے چشم سے بھتی تھیں۔ یہی نے اس سے کہا اے عورت تو بہ کر تو بہ کر کیونکہ مصیبت تیری عقب پر ہے۔

**سماں:** کیا اس عورت نے تو بہ کی؟  
**مرزا:** وکذا لک فزععت امها و اخواتها و ذبن فی فکرموت الختن و شربن  
 کاسات الختن و جعلن عمرن اوقانهن بالصلوة والدعوات والصيام  
 والصلوات۔ ترجمہ: اور ایسا ہی اس کی ماں اور بیویں ڈرگیں۔ اور دادا کی موت کی  
 فکر میں پھیل گئیں۔ اور غم کے چھکلتے ہوئے پیا لے پیئے۔ اور اپنے اتفاقات کو نماز اور دعاؤں  
 روزوں اور خیر اتوں سے سمحو کیا۔

**سماں:** سلطان محمد کی موت محمدی بیگم کی نانی کی تو بہ نہ کرنے سے مشروط تھی پس جبکہ اس نے  
 تو بہ کر لی۔ نواب سارا قصہ ختم ہو گیا کہ نہ سلطان محمد رہا۔ اور نہ محمدی بیگم آپ کے نکاح میں  
 آئے گی۔ صہل پیشگوئی زوجناکہا کی جھوٹی ثابت ہوئی۔

**مرزا:** شمد و اقلت لكم ان القصینة على هذا القدس تمنت و النینجۃ الاخری هی  
 التي ظهرت و حقیقتة البتاء عليهما ختمت بل الامر قائم على حاله ولا يردۃ احد  
 ياحتیا له (اجام آن تم م ۲۰۲) ترجمہ: پھر یہی نے یہیں کہا کہ یہ عالمہ اسی مقدار پر پورا  
 ہو گیا۔ اور آخری تجھیسی ہے جو ظاہر ہوا۔ اور پیشگوئی اسی پختم ہوئی۔ بلکہ عالمہ اپنے حال پر قائم  
 ہے۔ اور کوئی شخص اس کو اپنے جلد سے نہیں مال سکتا۔

**سماں:** مجھے خوف ہو رہا ہے کہ ناکامی کی صورت میں محمدی بیگم کے نکاح کو تفصیل ملن کہہ کر  
 کہیں مال نہ دیں؟

**مرزا:** والقدس قدس سبیح من عبد رب العظیم وسيّا تی وقتة بفضل الله الکریم  
 قالذی بعث لازم المصطفی وجعله خیرا الرسل و خیر الوری ان هذا حق  
 خوف توی (اجام آن تم م ۲۰۲) ترجمہ: خداوند عظیم کے ہیں یہ قضاۓ قادر قضاۓ سبیم  
 ہے اور عقیرب خداوند کیم کے فضل سے اس کا وقت آ جائیگا ہو تو یہی اس ذات کی  
 جس نے ہمارے نے موصطفی اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور آپ کو خیر الرسل بنیا  
 یہ بخوبی ہے۔ اور قریب ہے تو دیکھ لیں۔

سائل : پیشگوئی کو بہت عرصہ کندگی ہے۔ تاہم اس کے پورے ہونے کے آثار طاقتمند ہیں جیسے  
مخالفین بر ملا کتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی آخر ہم کی پیشگوئی کی طرح پوری نہ ہوگی۔

مرزا : وانی اجھل هذہ النباد معیاراً لصلق اولکنی و ما قلت البعد ما انبثت من  
ربی۔ میں اس پیشگوئی کو اپنی سچائی اور جھوٹ کا معیار بناتا ہوں۔ اور میں نے یہ پیشگوئی  
الشتعالی سے اطلاع پانے کے بعد کی ہے (اجامہ ائمہ ص ۲۶۷)

سائل : آپ کے اس بیان نے تمام عقدے حل کرنے۔ اور نیاز مندوں کو تلقین ہو گیا کہ ضرور  
محمدی بیکم آپ کے نکاح میں آئیں۔ ورنہ آپ کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے۔ لا حول ولا قوۃ  
ایا باللہ۔ مگر اب زمانہ بہت گزر گیا۔ اور آپ کا سن بھی (بزعم مرزا میاں) ستر سال سے متباہز ہو گیا  
اور ابھی تک اس نکاح ہونے کے کوئی آثار دھانی نہیں دیتے۔ آخر حوالہ کیا ہے۔ جو امر  
آسمان میں ہو چکا ہے وہ زمین میں کیوں نہوارنہیں ہوتا۔

مرزا : اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا۔ کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا  
ہے۔ یہ درست ہے۔ تک جیسا کہ ہم ہلے بیان کرچکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو اسما  
پڑھا گیا۔ خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اسی وقت شناخ کی گئی تھی اور وہ  
یہ کہ ایتحا المرفأ ذبی قبی فان البلا و علی عقبک پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو  
پورا کر دیا۔ تو نکاح فخر ہو گیا یا تا خیر میں پڑ گیا کیا آپ کو خبر نہیں کہ یہ حوالہ مایشاد  
ویثبت نکاح آسمان پر پڑھا گیا یا لکش پر (تہمتہ حقیقتہ الوجی ص ۲۶۸)

سائل : مرزا صاحب کا یہ بیان سُنکر سرا پا بحیرت ہو جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب سب پیشگوئی کے پورا  
ہونے کو اپنی صداقت کا معیار بنتا ہے تھے۔ اور نہ ملنے والی تقدیر بہم کہہ رہے تھے اور  
نہایت و ثوق سے کہتے تھے کہ اگر یہ مل جائے تو خدائی کا کلام باطل ہوتا ہے۔ مگر اب  
ان تمام لبند آہنگ دعاوی کو بولاۓ طاق رکھ کر بہائی سے کہ۔ یا جب ان لوگوں  
شرط کو پورا کر دیا۔ تو نکاح فخر ہو گیا یا تا خیر میں پڑ گیا۔ عجیب تماشہ ہے۔ پھر اپنے تینیں کہتا  
ہے کہ تکفیریں یہ جلدی نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ مرزا آجھانی نے تلقینی طور پر توہین کیا کہ فخر ہو گیا  
بلکہ یا تا خیر میں پڑ گیا کافرہ بھی موجود ہے۔ شاید نکاح ہو جاوے۔ مرزا جی کی زندگی میں دیکھ  
لینا چاہئے۔ کہ کیا ہوتا ہے۔ سائل اسی نظر میں سخا کہ بیکا بیک ۲۶۸ ص ۱۹۰ کو سنتا ہے  
کہ مرزا جی فوت ہو گئے ہیں۔ اب سائل بہت پریشان ہوا۔ کہ مرزا قادری کی توفیت ہو گئے۔

اور محمدی بسیگم نے تکاچ نہ ہوا۔ اب تو شاید کسی مزائی کو پیش گئی کے جھوٹے ثابت ہو جانے میں کلام نہیں ہوگا۔ یہی امید پر وہ حکیم نور الدین خلیفہ اول کے پاس جا کر دریافت کرتا ہے۔ سائل : مزاجی فوت ہو گئے محمدی بسیگم سے تکاچ نہ ہوا۔

**خلیفہ اول :** اب تمام اہل اسلام جو قرآن رکھیں پر ایمان لائے اور لاتے ہیں۔ ان کو ان آنات کا یاد دلانا مفید ہے جبکہ لکھتا ہوں بلکہ مخاطب کی اولاد میں مخاطب کے جانشین اور اس کے تمثیل و مثل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی۔ اور کیا آپ کے علم فرائض میں ثابت الباب کو حکم نہیں مل سکتا۔ اور کیا مرا صاحب کی اولاد مرا صاحب کی عصیت نہیں۔ میں نے بارہا غریز سیال حمود کو کہا۔ کہ اگر حضرت کی وفات ہو جلتے۔ اور یہ لڑکی تکاچ میں نہ آئے۔ تو میری عقیدت میں تزالیں نہیں مل سکتا۔ پھر یہی وجہ بیان کی (ریویو جلد ۲ ص ۲۶۹)۔ سائل خلیفہ اول کے جواب پرہنسا ہوا مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کے پاس آکر پوچھتا ہے کہ :-

سائل : خلیفہ اول کا جواب نہایت مضطجع خیز ہے۔ کیا آپ اس کی کوئی توحیہ فرماسکتے ہیں؟ امیر جماعت احمدیہ لاہور : پس ہے۔ کہ مرا صاحب نے کہا تھا کہ تکاچ ہو گا۔ اور یہی پس ہے کہ نہیں ہوا (اخبار پیغمبر مصلح لاہور ۱۹۱۷ء) نسقول از ڈک میرزا شیخ

سائل : (فاضی میں سے مخاطب ہو کر) آپ سبھی قادریانی مشن کے مرگوم ممبر ہیں۔ مزاجی کی پیشگوئی کیوں کا کوئی نہ ہوئی۔ کوئی تو توحیہ کیجئے۔

**فاضی میں :** حضرت مرا صاحب نے رسالہ امام کے سمجھنے میں غلطی کھانی (رسالہ امام مرا ص ۲۹۹)

**نہ صرہ** نہ نہیں اندھاری ہے۔ اور سلسلہ کائنات کا ایک ایک ذرہ گواہ ہے۔ اور جھوٹے دعیان نہ تو ہر ایک سیان میں خسران و نامرادی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ نہایت نصیع و فریب اور لذیغ و نزدیکی سے اپنے کلب و افتر اکو صداقت اور سچائی کے زمگ میں دکھلنے کے لئے جہان دنیا کی تدبیریں اور فہریں کے وسائل و ذرائع اور ہر طرح کے وسائلیں و وسائل استعمال کرتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی غیرت اور حق و صداقت کی پاس بانیِ جعل و فریب کے تمام پردوں کو پارہ پارہ کر کے باطل کی طرفہ تصویر بے نقاب کر دیتی ہے۔ اور جھوٹے دعیان نہوت کو ہر ایک دعویٰ میں نامرادی ہر ایک تعالیٰ میں رسولی ہر ایک مجلس شنجات نصیب ہوتی ہے۔ تاکہ صادقین کے صدق اور مقربین کے قرب اور مقادیر میں کے تقدیس پر کذا بول اور دجالوں اور زافروں کے مژو رانہ چالوں اور ناپاک حکمات کی کوئی زدن پڑے۔ اور دا پرہ کمالات انسانی کا محور اعظم یعنی نبوت و رسالت اپنے شانِ موبہت اور اصنفاء و ادارۃ القضاۃ میں دجال جملہ کے ناپاک اتحاد

کی دستور سے بالائی ہے۔

ان مصیان بہوت میں سے سو روپی متبغی مزاجی اسلام حمد قادیانی بہمنی قریب زمانہ میں گزر اہے جس نے اپنی بہوت کی صداقت کا معیار ہی پتیگوئیوں کو قرار دیا۔ مگر قدرت کے ازلی فانون متبغی اور اسود اور بہمنی کی طرح مزاج اقادیانی کو بھی محروم رکھا۔ مزاجی کی پتیگوئیوں میں محمدی بیگم کے نہایت کی ایک مشہور پتیگوئی ہے۔ میں نے ہمارے میں مزاجی کے الفاظ میں اس کا مودع جمع کیا ہے۔ اگر کہیں معمولی سائز میں از خود کیا ہے۔ تو اس کو خطوط واحد انی سے متباہ کر دیا ہے۔

ناظرین اس تمام تفصیل کو مزاجی کے الفاظ میں پڑھنے کے بعد خوف فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مزاجی نے اس پتیگوئی کے اخبار کا کیا نرین موقعت لالاش کیا۔ جب محمدی بیگم کا والد نہیں کے ہبہ کے متعلق مزاج اقادیانی کی زندگی کا محتاج ہوا۔ تو استخارہ کی آڑ لیں کہ اس کی بڑی لڑکی (محمدی) کے رشتہ کی درخواست الہامی نگ میں بوقت کردی۔ پھر تینیں دتریں کا سب سلم اشتبہرات اور اخبارات میں شروع کر دیا۔ اس درخواست کو نہ ان آسمانی بناؤ کر احمد بیگ اور اس کے خاندان کو مخدود مکتب دہریہ اور ان کو اور ان سے تعلق رکھنے والوں کو سور و غذاب آہنی بت لایا۔ اگر الہامات میں اس گروہ سے قطع تعلق کی تعلیم ہے۔ مگر مزاج اقادیانی رشتہ یعنی پر مصربی ہیں۔ اور عاجزانہ خطوط میں ان لوگوں کو مکرم و اخویم اور ملکہ اللہ و برکاتہ کے علیکم لکھنے میں بھی تماں نہیں۔ پھر طرہ یہ کہ مزاج اعلیٰ شیر بیگ کو خطوط میں اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کے بعد لکھنے ہیں۔ میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان الہامات پر خود مزاج اقادیانی کو لقین نہیں۔ غرض فرطی شوق میں جس امر حصول تفصیل کے لئے منعید سمجھتے ہیں۔ بیش کرنے ہیں۔ یہ نہیں سچتے کہ جب دُنیا کے سامنے یہ متصاد اقوال و انعام بیش ہوں گے۔ کیا تلقینہ ہوگی۔

پھر احمد بیگ کو علاوہ اراضی بسط کوبہ کے دوسرا نہیں اور احصانات کی امید دالتے ہیں۔ اسی ہی پر بس نہیں۔ لڑکی کے نئے علیحدہ عطیات اور احصانات اور حصول خیر و برکات کے مواعید ہیں۔ ناکامی کی صورت میں علی شیر بیگ کی لڑکی کو اپنے فرزند فضل احمد سے طلاق دلانے اور طلاق نہ دینے کی صورت میں اس کو عاق اور محروم الائٹ کرنے پر اُت آتے ہیں۔ ناظرین نے دیکھ لیا۔ کہ دعیٰ سیحت کو اپنے جذبات پر قدر قابو علوم شرعیہ میں کیا ہم دافی ہے۔ جب سلطان نجم الدین کی موت کی پتیگوئی پوری ہوئی۔ اس کو سلطان محمد کے دُڑ اور خوف اور اس کی نسلکو حصہ کی نافی کی تو بہر کا اثر بنت لایا۔ کس قدر پیغام کے خیز نتا و ولایت ہیں۔ جب مزاج کو اپنی ناکامی کا پورا یقین ہو گیا۔ تو اپنے تمام دعاوی اور تعیینوں کو پس پشت ڈال دیا۔ اور ہماری مخصوصہ نمائ

میں کہدیا کہ جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا۔ تو نکاح فتح ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔ ناظرین غور فرمائیں یہ وہ نکاح ہے جو خود خدا نے قدر کس نے پڑھا۔ اور جس کی زوج جنہاً کہاں میں اطلاع دی۔ تیرہ سو سال پہلے منجز صادق علیہ الرسلوہ دا اسلام بث رت فے گئے جس کے لئے اندھ تعالیٰ نے مخالفوں سے مقابلہ کرنے تھا جس کو تقدیر بہم اوسی حیہ سے نڈلے والا اور عیار صدق و کذب کہا گیا تھا جس کے متعلق ذرا ہمارا بار کی توجہ سے مسلم کرچکا تھا۔ کہ ہر ان امر دُور ہو کر لڑکی نکاح میں آئی۔ اور یہ دعویٰ تھا۔ کہ اگر وہ لڑکی نکاح میں نہ آئے۔ تو خدا نے تعالیٰ کا کلام باطل یوں ہے۔ مزرا قادریانی اس پیشگوئی کے پورے ہے پرس قدر ایقین کاں اور غیر تینزلی و ثوق ظاہر کرتے ہے۔ اوس قدر بلند آہنگ دعا وی اور پُر زوال علیہ سے دنیا کو ایقین دلاتے ہے کہ مزرا قادریانی کا نکاح محمدی بسیگم سے ضرور ہو گا۔ یہ قضایم ہے۔ خدا تعالیٰ کا کلام ناطق ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شاہ ہے۔ گرچہ دیکھا کہ واقعات اور حالات سراسر خلاف ہیں اور کامیابی کی اونی سے اونی امید بھی باقی نہیں رہی۔ اور عمر پا میشد کام جام لبریز موچکا ہے۔ محمدی بسیگم اپنے محترم شوہر کے گھر خریرو برت سے آباد ہے۔ صاحب اولاد اور خوشحال ہے۔ سلطان محمد کے نکاح میں نہ تو محمدی بسیگم کو رنج و نکرو ہاست پیش آئے نہ سلطان محمد نوٹ شہما۔ اونہ محمدی بسیگم بہو ہو کر بھی نکاح میں آئی۔ تمام دعا وی اور تحلیان خاک میں مل گئے۔ تو آخر عمر میں یہ کہہ یا کہ جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فتح ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔ اللہ اکبر! اس قدر دیدہ دلیری ہے۔ کتابت تک جس چیز کو صرف اپنی نکاح کا سبب بتلتے ہے۔ اور نفس پیشگوئی (ذکاء) کو لفظی صحیح ہے۔ اب ناکامی کی صورت میں بکشش اسی چیز کو فتح نکاح کا بسب بنالیا۔

اسے مزرا کے مریدہ بخدا را انصاف کرو۔ حق و صدقت کا س تھوڑو۔ کیا حقیقتہ الوج کے حوالے سے پہلے مزرا صاحب نے کبھی تھیں کہا۔ کہ نکاح فتح ہو گیا۔ حالانکہ سلطان محمد کے ڈر اور محمدی بسیگم کی نانی کی توہہ کا اختراعی دعویٰ بدلت سے کر رہے تھے۔ بایں نہمہ الجام کا نکاح ہونے اور پیشگوئی کے پورے ہونے کا وثوق اور ایقین دلاتے ہے۔ کیا خدا تعالیٰ الہامات اور انبیاء کے دعا وی کا یہی نشان ہوتا ہے؟ ناظرین ان تمام واقعات کو سامنے رکھ کر غور فرمائیں۔ کہ کیا یہ الہامات من اللہ ہی سکتے ہیں؟ یا خدا تعالیٰ کی تائید ان دعا وی کے شامل حال مانی جا سکتی ہے۔ یا مزرا صاحب کے کاذب ہرنے میں کوئی شکر شیبہ رہ جاتا ہے؟

ناظرین! خدا تعالیٰ کا ایک قانون مقرر ہے کہ جو گوئے دعیٰ بیوتت سے خارق عادت ظاہر نہیں تھے یہی وجہ تھی۔ کہ مزرا قادریانی کو اس نکاح میں ناکامی حاصل ہوئی۔ ورنہ مزرا قادریانی ایک رئیس اور احمد بیگ کا

قریبی سرشنستہ در تھا۔ اور کوئی شش بھی کوئی نہیں کی تھی۔ مگر قدرت کے اس اُلیٰ قانون سے اُس کی تمام ایسیدوں کو خاک نامراوی میں ملا دیا۔ اور یہ نکاح نہ ہونا تھا اور نہ ہوا۔ اور اس کی حضرت مزاجی ہوا ہے گئے۔ هذا آخر ہے اس دن ایجادہ واللہ الموفق لسما توید (ابوالعباس نعماں)

## میرزا سر فادیان!

(اذ علامہ کمندی مذکور)

<p>ولایت بے بہا اوجیس ارزال رسالت ہے اور اس کے سرکمی شبیہ کا تاج شہادت ہے تصوّر میں کبھی وہ کرشن کی مری بجاوت ہے کبھی بدھ ہے کبھی زروشت کی چشم غمائیت ہے کبھی دعوی ہے اس کوئی ہوں جو ہل کرست ہے اور اس دعوے پر حجت زانے بھینٹے کی آفت ہے اگرچہ اسیں وہ اکیششی عدالت ہے خدانی میں خدائے پاک کی میری شراکت ہے</p>	<p>جانب میرائے قادیان کی کیا کرامت ہے کبھی وہ ذغم میں اپنے محضہ کا شش ٹھہرا کبھی اس نے کیا ظاہر کہ میں ہوں موسیٰ و عمران کہیں اس نے تکوڑا نامک کا چو لا خراب میں پہنچا کبھی دعوی ہے اس کوئی ہوں میرمادیسیتی روز رحمتہ العالمین ہوں اس زمانے میں !!! غرض کچھ بھی نہیں سب کچھ بھی ہے مزاعلام حسین و جس نے کشف میں دیکھا کہ میں خلاق عالم ہوں</p>
---	--

جب اس پر کچھ نہ تھا قابو تو شکوئے چھوڑ دے ہمدرم

کئے ہیں جنہیں دعوے یہی اس کی عنایت ہے

## بنگش سنتی اور کلب علی شیعہ کی سالوں میں ملاقات

بنگش :- ۵ بعد مدت کے لائے ہو تشریف

آئیے ! آپ کا مراجع شریف !

یا آپ کے ساتھ دوسرے صاحب کے ہاتھ میں کیا ہے ؟

کلب علی :- ہر چہر دیر کاید درست آیا۔ یہ میرا اسمی اور رسی بھائی عبدالحیین ہے جس کا بیلے بھی چھٹی ملاقات میں آپ کے ساتھ تعارف کر چکا ہوں۔ اس کے ہاتھ میں سالار بے اختیار امت المعرف خیر و شریعے جو خنز المذاہن۔ استاد الوضئین، ممتاز الطهار، امام مولا ناصر حسین صاحب قبلہ حالم شریعت کورس نے تصنیف فرمایا ہے۔

**بُكْش** : اس میں کیا ہے اور کس مقصد پر بنی ہے ؟  
**کلب علی** : اس میں آپ کے نمہب کے خیر و شر کی بحث ہے جس میں ساری ذمہ وابدی خدا پر  
 عائیڈ کے اس کی ذات مقدس کو متمم اور ذمہ فرگردانا کیا ہے۔ بحکم (والقدس حییہ و شرہ  
 من اللہ تعالیٰ) اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ یہ آگ طایاں اور علماء کی لگائی ہوئی ہے جو انیٰ  
 شکر پروری کے حرص میں اس زہریلے عقیدہ کی تہمیت پھیلاتے رہتے ہیں۔ آج غیر مسلم  
 ہمارا جتنا مذاق اڑائیں یا اعتراض کریں بجا ہے۔ گوہما رخسار صحت ان سیاہ داغوں  
 سے پاک و صاف ہے۔ یہ ۲۵ لطیفوں کا مجموعہ کارڈ سائز کے ۲۵ صفحات پختہ ہوا ہے۔  
**بُكْش** : اس میں سے کوئی ایک مدل لطیفہ مندا کہہ میں بھی بہرہ انذرفرازیں۔  
**کلب علی** : (کلب حین سبے) آخری لطیفہ مندا دیکھئے۔

**کلب حین** : بسیار خوب ! لیجئے مندا نامہوں۔  
**لطیفہ بست و پیغمب (۲۵)** : اس سے بھی زیادہ تجھ خیز معاملہ یہ ہے کہ زید خالد کو قتل  
 کر طالب ہے۔ اسلامی حکومت ہے مجھ طریق اور فرقین سب مسلمان ہیں۔ خالد کے وارث روپی  
 کرتے ہیں۔ تفتیش کے بعد طاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ جرم زید کا ہے جب الحکمر خوالات میں بند کیا  
 جاتا ہے۔ عدالت میں مقدمہ چلتا ہے۔ موقعہ کے گواہ ان گزار نے شروع ہو جاتے ہیں اور  
 یہ اصرار بست ہو جاتا ہے کہ فعل زید کا تھا۔ مجھ طریق صاحب قتل کا حکم صادر فرماتے ہیں۔  
 مجرم عرض کرنا ہے کہ حضور مالک ہیں۔ مگر میں بے قصور ہوں۔ آپ بھی مسلمان ہیں اور یہی  
 مقتول اور اس کے وارث بھی مسلمان ہیں۔ ہم سب کا عقیدہ ہے (خیرو و شرہ من اللہ  
 تعالیٰ) خیر و شر دلوں صرف خدا کی طرف سے ہیں۔ اگر یہ نہ ہے۔ تو خدا کی طرف سے  
 ہے۔ میرا اس میں کیا قصور ہے جو سزا دینی ہو (سماں اللہ) خدا کو دیں۔ زید کی مدل تقریب  
 سُن کر مقتول کے وارثان بھی خاموش رہ جاتے ہیں مجھ طریق بھی ذمگ رہ جاتا ہے۔  
 کچھ بناۓ نہیں بنتی ایک طرف قائل کی مندا قتل مقرر ہے۔ دوسری طرف خیر و شر کا فاعل  
 خدا ہے۔ آخر کا مسجد سے ایک ملا صاحب کو لایا جاتا ہے۔ ملا صاحب آجائے ہیں۔  
**مجھ طریق** : کیوں ملا صاحب ! کیا یہ پچ ہے۔ کہ تمام خیر و شر خدا کی طرف سے ہیں۔ بندہ کا  
 کوئی اختیار نہیں۔

**ملا صاحب** : جی ہیں۔ یہ تو ہمارا مسلم مسئلہ ہے۔ خیرو و شرہ من اللہ تعالیٰ خیرو

و شر و دنوں صرف خدا کی طرف سے ہیں :

**مجھ طریقہ** : پھر کیا کیا جائے۔ ایک طرف قاتل کی سزا قتل مقرر ہے۔ دوسرا طرف بغیر و شرعاً فاعل خدا ہے۔ آخر دنوں کو جیسے کیونکر کیا جاوے۔

**ملّا صاحب** : یہ تورست ہے۔ مگر جمع اضداد ہمارا نزہب ہے۔ حضرت ابو یکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما سے حق فدک و میراث پری غصب کر کے ہیں اتنا ناراضی کیا کہ آخر وقت تک ناراضی ہیں۔ اور ناراضی ہی رسم دینا سچ کیج کیا۔ (بخاری جلد ۴۰ ص ۱۱ مصر) پھر بھی بزرگان دین و فائدیں آسلام میں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے عمار یاسر رضی اللہ عنہ کو لاٹوں سے مار کر پسیاں توڑھیں۔ اور دروازہ کے باہر پھینکدیاں (کتاب الامامہ ولسیاست) جلد اول ص ۲۵ مصر) اور ابوذر رضی اللہ عنہ کو نیز سے شہر بدر کر دیا۔ (تاریخ خمیں جلد ۲ ص ۲۸۸ + صوات محرقة ص ۳۶ مصر) پھر بھی سب صحابی رسول اور ہمارے سردار ہیں۔ اشتراخنی اور محبوبین اپنی بکرنے عثمان صاحب کو قتل کر دیا۔ (تاریخ الصفا جلد ۲ ص ۲۴) پھر بھی دنوں ہمارے سرکنہوں پر حضرت علی اور امیر سادیہ رضی اللہ عنہما کے درمیان صفين کی بہتر لڑائیاں ہوئیں جن میں نیز راملا دکا خون بگیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۱) پھر بھی دنوں حق پر پھٹے۔ اور دنوں خلیفہ بحق پنگک جمل میں امیر المؤمنین علی اور امام المؤمنین حضرت عائشہ کے درمیان زبردست جنگ ہوئی اور نہاروں مسلمان رہی ملک عدم ہو گئے (تاریخ طبری جلد ۵ ص ۱۱۰ طبری جلد ۵ ابو الفدا جلد اول تاریخ الخلفاء وغیرہ) پھر بھی ہمارے دلوں سترج ہیں۔ امیر سا ویہ نے محبوبین اپنی بکر کو قتل رکے آگ میں جلوایا۔ اور بنی عائشہ کو قتل کر کے چونے کے کتوئیں میں پھینکوا یا۔ (جیب السیرہ طبری کامل ابن القیم۔ شرح ابن القیم) پھر بھی سب ہمارے بزرگ میں یزید نے کس ظلم اور بور سے امام حسین کو شہید کیا۔ پھر بھی حسین امام اور یزید پا خوں یا چھٹا خلیفہ (البوداؤد) خلفائے بنی عیاں لپٹے عہد میں بزرگان اولاد رسول کو سخت ترین ظلم و جر سے شہید یا قتل کرتے ہیں۔ پھر بھی سادات بزرگ اور بنی عیاں خلیفائے رسول ہے۔ اگر تم جمع اضداد کے قائل نہ ہوں۔ اور ایک فرقہ کے طفدار ہو جائیں۔ تو پہنچ اعتماد میں مسلمان ہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے نزہب میں کسی کو برا کہنا یا لعنت کرنا یا کسی سے عداوت رکھنا کفر ہے۔

**محجّرہ طریق** (خاموش و شدید) بھپر بھی کچھ سوچکر۔ جناب ملا صاحب! یہ تو آپ نے عجیب حریت انگیز داستان سنائی کہ مسلمانوں کے نزدیک ظالم و مظلوم حق و بطل میں کوئی فرق نہیں۔ ایسا لاط اعتماد تو کافر بھی نہیں رکھتے۔ جب ہم کو کسی کا بڑا کہنا یا کسی سے دشمن رکھنا کفر ہے تو ہمارے بندگوں نے کیوں دہمی کی۔ یا اور کہنا یا ایک دوسرے کو قتل کیا۔ اگر ہم بُرُوں کو بڑا کہر مسلمان نہیں ہوتے تو پھر ہمارے بُرُوں کیوں کہر مسلمان ہے۔ یہ تو ایک قتل کا معاملہ تھا۔ قانونِ الٰہی یعنی قرآن مجید میں یہ نکلوں احکام یعنی قسم کے ہیں جن میں ظالم سے قصاص لینے یا اس پر حد جاری کرنے کا حکم ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے:-

۱، کتب علیکم القصاص فی القتلی الْحَرَمَ وَالْعَبْدُ بِالْعِدْ وَالْأَنْثَی بِالْأَنْثَی

۲، النَّفِسُ بِالنَّفِسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفُ بِالْأَنْفِ وَالْأَذْنُ بِالْأَذْنِ وَالْأَنْسُ بِالْأَنْسِ

وَاجْتِحْ قصاص :

۳، السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطُعُو أَيْدِيهِمَا :

۴، النَّذِيْنَةُ وَالرَّأْنَى فَاجْلِدُو أَكْلَ وَاحْدَ مِنْهُمَا مَا تَرَدْدَةُ :

اگر جرم ثابت ہو جانے کے بعد مجرم کہیں کہ یہاں راجہ مرنہیں خدا کا فعل ہے۔ تو منقت میں کیا کروں؟ اگر قرآن پر عمل کروں تو حد جاری نہیں اور قصاص لینا چاہیئے۔ اور اگر آپ کی خیر و شکر کو ان لوں تو تمام مجرم خود خبود بری ہیں۔ مگر قرآن مجید کی صریحی مخالفت ہے۔ جب دنیاوی معاملات یعنی حد قصاص میں آپ کے عقیدہ کی قرآن سے صلح نہیں تو آنکھ کے معاملات میں کیا انجام ہوگا۔ آپ کے عقیدہ کے مطابق گویا خداوند عالم معاذ اللہ خود ہی لوگوں کو گراہ کرتا ہے۔ اور خود ہی انہیں جزا کرتا ہے۔ خود ہی کافر بناتا ہے اور خود ہی لمحت کرتا ہے۔ خود ہی حق پوشی کرتا ہے اور خود ہی انہیں حق پوشی کا الزام دیتا ہے۔ خود ہی انہیں حق سے بھیرتا۔ ایمان سے روکتا۔ دین حق سے منع کرتا اور خود ہی یہ تمام جرم دوسریں پر لگھتا ہے۔ جیسا کہ آیات ذیل سے واضح ہے۔

۱، كَيْفَ تَكْفُرُنَ ۖ ۗ، لَمَّا تَلَسُوا لَحْتَيْ مَا لَيْأَطْلَلَ ۚ ۗ، لَمَّا تَصَوَّنَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ رَبِّيْ فَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوَا مِنْ بِاللهِ رَبِّيْ، فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذَكُّرِ مَنْ حَضِيْنَ ۖ ۗ، سِيَقُولُ الذِّيْنَ اشْكَوْنَ لِوَشَاءَ اللهِ مَا اشْكَوْنَ لَذَارَ، فَوَلِيْ للذِّيْنَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِاِيْدِيْهِمْ شَمْ نَقْيُونَ هَذَا مِنْ عَنْدِ اللهِ ۖ ۗ۔ قرآن مجید تو خبر دیتا ہے کہ یہ عقیدہ کفار اور شرکیں کا تھا۔ اگر مسلمان بھی یہی کہتے ہیں کہ خیر و شر خدا کی طرف سے ہے تو اسلام اور کفر میں کیا فرق ہوا؟

ملا صاحب، اگر آپ خیر و شر سے انکار کرتے ہیں۔ تو مسلمان نہیں ہے۔ کافر ہو گئے

فوراً قوبہ کریں۔

**محشریت** :- اگر قرآن کی صریحی مخالفت کو اسلام اور کلام اللہ پر عمل کرنے کو کفر کہتے ہیں۔ تو آج ہر یہ را پسکے اسلام اور کفر نہیں ہے (یعنی رفض) پس تو یہ ہے کہ یہ آج سے مسلمان ٹھوہریں کہ آپ کے گورکھ دھنڈے سے رہائی پائی۔ میں مسلمان ہوں۔ قرآن مجید پر یہ را ایمان ہے۔ آپ کے خیر و شر کے باعث یہی قرآن کا سامنہ نہیں چھوڑ سکتا ۔

**بنگش** :- آپ ہر دو کلبین کلب میں اور کلب حین کا شکریہ۔ آپ کے ان پیشکردہ طفیلہ نے میرے ہر دو عینیں کو کھول کر اس حقیقت سے روشناس کر دیا۔ کہ مجتہدین رافضہ کے جس قدر القاب اور خطابات ہوتے ہیں۔ دصلی وہ نہ ان سے صرف کوئی بلکہ کو را در زاد کی مانند ہوتے ہیں۔ کفایت حین کے کورم سے خارج اور بد کرنے کے بعد جب زیرِ حبث مرا یوسف حین مقرر ہو کر لکھنؤس تشریف لای۔ تو مرقومہ الصدر القاب فخر المذاہن۔ استاذ الاعظین۔ بتاز العلماء وغیرہ نے ہم کو قریب قیب مسحون بنا یا تھا یا لیکن بحکم مَنْ سَلَّمَ وہ بھی ہماری حرف گیری سے محفوظ رہا۔ مگر اب جو طفیلہ آپ صاحبان نے سنایا۔ اس سے اپنے قبلہ کو زندہ درگور کرایا۔ آپ کے پیش کردہ رسالہ ہے اختیارامت کا جواب نبام امت مخین جو تیرہ طفیلوں پختم ہے مفصل فی چکنا ہوں جس کا تیرہ ان طفیلہ اسی قسم کے سوال و جواب کے پیرا یہیں کل کی صحبت میں سنایا جائیگا لیکن اس وقت آپ کے پیشکردہ طفیلہ پر جو اعتراضات و جھی وار دیوتے ہیں ان کا انہما ضروری ہے تاکہ مذاہن کرام بالخصوص حاذین یہاں اپنے مزائے بے نگام کے بانگ بے نہگام کا مواذنہ کر کے تحفظ اجتنبا پر جلوہ افروز کرنے کے لئے صدر الصد و رکا عہدہ جلیلہ پیش کر لیں۔

**کلب میلی** :- ہم امام لیوایاں حیدر کر ار غیر فارکی نظر میں اگر قبایل مرا صاحب ایسے ہی اذکار فرمتے ہوئے جیسا کہ آپ نے خیال ظاہر کیا ہے تو ان کا انتہا بلکھنؤجیسے مقام نواب امام سے عمل میں نہ آتا۔

**بنگش** :- اچھا نہیں۔ سب سے بڑا الزام مزار کے غلط تزیہ اور قدکے معنی پر ہے۔ جو طفیلہ زیرِ حبث میں تین تھامات پر دفعہ ہے۔

فاوں، خیر و شر کا فاعل خدا ہے۔ یہ ہمارا جس ممنہیں خدا کا فعل ہے۔ یہ کوئی لخت میں ہے۔ کیا درستہ اوضطین لکھنؤلے کوئی خاص لخت وضع کر کے قدر کے منته فعل یا مآل تصریف رکھنے ہیں کیا اس خیر و چشمی کی بھی کوئی حد ہے۔

(دوسری) اس مسئلہ کو لا جواب سمجھ کر بڑی بے باکی کے ساتھ زور وار الفاظ میں اس امر کا اعلان کیا اگر

کے ایسا غلط استقادہ تو کافر بھی نہیں رکھتے۔ نہ صرف اپنے پاؤں پکھاڑتی نارضی ہے بلکہ اپنے حصہ مامول کو بھی اتنے ساقہ کفر کے گرداب واکت میں ٹوال کر خسر الدہما و آخرۃ بن گیا ہے۔

رسوم ابتدائی سالہ میں کوہاڑا خسارہ صحت، ان سپاہ داغوں سے پاک و ساف ہے۔ لہکر انی جھالت یا تلبیں کا وہ ید طوٹ دکھایا ہے جس کے عوض میں وہ سخت ہے کہ سخت الفزی کے تخت شین معلم الملا کمکتے کوئی نہیں سند یا لتب حل کر سکے یعنی میرے ایمان با ختنہ دوستو!

**امام حضرت کا قول:** عن ابی بصیر قلتُ لابی عبد اللہ شاد و اراد و قدس و قسمی  
ای آنحضرتؐ یعنی ابی بصیر کرتا ہے کہ میں نے حضرت جنتؐ سے پوچھا کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے خدا کے خشم  
ارادہ اور قدر و حکم سے ہوتا ہے۔ فرمایا ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کہ ان سالے امور کو جو دنیا میں ہوتے یا ہوئے  
ہیں ان کو پسند بھی ہیں؟ فرمایا نہیں۔ پھر میں نے سہ کروڑ عرض کیا۔ کہ پھر ایسا کیوں کر رہا ہے۔ فرمایا۔ ایسا ہی ہو کو  
پسخ کر گیا ہے۔ **لوفٹ:-** قدر کا لفظ اُن نظر ہے۔ (کافی)

**امام سوئی کاظمؑ کا قول :-** لَا يُؤْمِنُ شَيْءٌ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَارادَ وَقَدْسَ وَقَعْدَیْ (کافی)

**نوت :** - اس میں جی قدر کا لفظ مکرر ملاحظہ ہو۔ یعنی تفصیل و قدر درنوں خدا کی طرف سے ہیں۔

امام حبیر کا دوسرے ارشاد : قال اللہ عن جل اناحات الحنید والشرف طوبی ملن اجتنب  
علی ملین بیان الحنید و دلیل ملن اجتنب بیت علی میدید الشیش (نوت) . اجتنب کا اسم فاعل یاد رکھئے  
و دلکھو اماں کے بھو ! پہنچے مرازا درمودیوں کر تلبیس کو . کہم الیں سنت کو ذمہ بنانے کا اپنے  
اماں کو خارج از اسلام ٹھیرایا جھپڑا کاظم ہرمہرو اماں نے قدر کو صاف الفاظ میں خدا کی طرف سست  
لیا . بچھا اس پرچمی صبار نہ ہوئے بلکہ اجتنب الشر کے لفظ سے خدا کو صریحی فاعل شرطیہ کر لپنے ہی  
اس سنتی کے سخت تھیڑائے کہ ”ایسا انحط اعتقداد تو کافر بھی نہیں رکھتے“ بتاؤ . اس ذمہ وار کون ہے ؟  
حالانکہ قدر کے معنی اٹیبیث یا اندازے کے ہیں . یہ امر دلگیر ہے کہ خدا کے مقرر کردہ اندازے میں ذمہ  
بھی ذمہ کا منہان نہیں ہوتا . یعنی بندے کی ایجاد نہیں بلکہ آپ کے منہ کاظم کافر سودہ ہے . علی بن ابراہیم  
الہشی بتاہے کہ میں نے پوچھا مرسیٰ بن جعفر سے :- (وما معنی قدس قال تقدیر الشئ من طوله  
وزع ضمیہ) یعنی امام کاظم فرماتے ہیں . کہ تقدیر کے معنی کسی چیز کا اندازہ اس کی بناوٹ سے ہے  
لکھا ہے . دلکھا کہ تھا اے مرازا نے تم شیعوں کو خوش کرنے کے لئے والعقل س خیرہ و مشاء  
من اللہ تعالیٰ پر ایک رسالتہ تصنیف کر کے سنیوں کے عقیدے کے بوجب چینا کی تھاں مراٹوں کو  
معاذ اللہ خدا کے لئے ڈال کر اس مقدس ذات کو ذمہ وار پھیرایا . بجاں تک کو صفحہ ۲۱ پر شیعوں کو بزری

خدا تعالیٰ کے حسب ذیل الفاظ سے آداب بجالائے ہیں ۔ ۵

فعل پتو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

اپ لپنے اموں کی خاطر کوہم اور بگش کے شیعوں کی ایک مجلس قائم کر کے حسب ذیل امور کا  
زندگی خود کے سے جواب کا مقابلہ فراز کر خود کو مومن ثابت کر دیں ۔

راہ پر، مراجیٰ آپ کا خاص و صفت بھی ان سیاہ داعنوں سے چیکپ زدہ نمودار ہوا۔ یہ کیوں؟  
ربِ الْعَذْرِ خبیر و شفیق من اللہ تعالیٰ اموں کا عقیدہ بھی نکلا۔ یہ کیا؟

دسم، بلکہ زیرِ ربان شرکا جاری کرنے والا بندے کے ہاتھوں سے خدا کو ٹھیک کر فعل بدکا ذمہ وار قرار دیا۔ ایں  
لئے بھیجی ۔

۶۵۔ اگر امام بھی یہی کہتے ہیں کہ خیر و شر خدا کی طرف سے ہیں تو اسلام اور کفر میں کیا فرق ہوا۔

(۲) حبکہ ایسا غلط اتفاقاً تو کافر ہی نہیں رکھتے؟  
روزِ شنبی کے نہب میں روپض سے بعض رکھنا عین مبارت ہے۔ اور تم نے الٰہ کسی سے عداوت رکھا  
کفر لکھا ہے۔ یہ کیا جھوٹ بھاہ ۔

رسن کیا مجھ طریقے نے دعویٰ خیر و شر کے گور کہ دن سے سے رہائی پا کر اس پر کفر کو توجیح دی؟  
اچھا! علی وحیں کے بکبو اپنی الحالِ خست کیلے حبّ عده اپنا تیرہ ان لطیفہ آپ کو سنا  
دُوں کا ہے فقط ہے خازدہ (غلام خان بگش از منیو نویت)

## رشیات اوارت

اللہ

**قہر الٰہی کا زول اصحاب کا میاں بننا ہے ہوا۔** بصیرو سے پانچ نیل کے فاصلہ پر موضعِ طعنی نو بیں فضلِ حسین شیعہ ذاکر کے ساتھ مولوی جیغ  
پرستگئے بجا سر مناظر میں بوقتِ طہر میں شیعوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تباہ و سب کا نہیں فرضیہ ادا  
کیا۔ اہل نعت کے قابوں بحریح ہوئے۔ ان کی طبائع میں شتعالِ علیم پسیدا ہمایا سخت خونِ ریزی و فساد کا خطرو  
تحالی میں اغفال امام محمد صاحب امام سعید بھٹی نوڑ کی مساعی جیلہ سے جلسہ من وہاں سے برخاست ہے۔  
نزوہ آفتاب سے پہلے تینیں تبرائی شیعہ عذابِ الیم میں گرفتار ہو گئے۔ ان کے سر کردہ کو پہلے احتباسِ بیل  
عاء ضملا مانی ہے۔ بعد ازاں سوڑک اور بخار کا تکلیف ہے۔ آخر کار تمام بین میں جھوڈ فون تھا۔ پس بن گیا۔ اس کے پہن سے بڑو  
اس قدر آتی تھی کہ پاس کی گلی سے گذر ماد شوار تھا۔ آخر کار سکیاں لیتے لینے ایک مارکے بغراہی ملکیت میں ہوا۔ اسکے دوسرے سائی خی رو و عقی اسقا

و اقوالِ بن کا عارضہ بھی ہوا۔ اس حکم پاٹی کی وجہ سے چھڑا گواہ تیریے کی پشت پر ایسا خدا کی پھوٹا طاری جو اجنبی سکو بھر اور صریحیت اور حرکت کرنے سے روک دیا۔ اب میں یہ اعلیٰ صحابہ پر اس غلبہ کی کذلی اور جد تاثر نہیں ہے۔ ائمہ ریس مسلمانوں کو پیدا ہیتے۔ امین فلسطین کے مسلمانوں زیر ہر گلزار مظالم ساری ہے تین ماہ سے امن داماد مفقود ہے۔ برطانیہ

کی یقود نواز پالیسی عربوں کے لئے تباہی و بر بادی کا سبب بن رہی ہے۔ یہود نے مسلمانوں پر عرضہ حیثیت منگ کر رکھا ہے۔ ان کی پشت پناہی کے لئے برطانیہ کی قبرمان طاقتیں ہوائی جنگی بڑے۔ برکاو بحری افواج اور عمدہ جدید کے تمام خوفناک آلات، حرب دلدادگانِ حریت کو گھپلنے کے لئے آتی رہتے ہیں پیارستہ ہیں۔ چند لاکھ مسلم تخفیظ حقوق کے لئے استقلال کا غلیم اثر نہ مظاہر کر لے ہے ہیں۔ کئی ماہ سے کام و باز عمل ہیں۔ کروڑوں روپیہ کا قومی نقصان بناشت کر کے بھی مسلمانوں کے طور پر نہیں حریت نہیں امتحنا۔ صد ماں جوان خاکِ دخون میں لوٹ چکے ہیں۔ ہزارہ غرب ایفریکہ ہیں۔ غیر مسلح اور پیار من مسلمان انتہا ہی جزویت دے کے باوجود حیثیت اگری ایسا۔ وغیرہ کا انہما کرتے ہیں۔ نام نہاد جمیعۃ الاقوام جس کی طرف سے برطانیہ کی فلسطین کی حکومت داری عطا ہوئی تھی۔ اس مسئلہ پر خاتم ہے۔ دنیا کے کسی حصہ سے مظلومین کی ہمدردی کیتی آوارہ بن رہیں ہوئی۔ جزا ہاتھ کوبے رحمی سے بچا کنے کے لئے مسودات فانوں مرتب کرنے والی قویں ایسا غریب و بے بس قوم کی تباہی و بر بادی کو دیکھ رہی ہیں۔ گرسن سے سہ نہیں ہوئیں بلکہ مسلم اقوام، مظہیت و قومیت کی لعنت میں مبتلا ہو کر ناجوت کا اسلامیتی دلی سے فراموش کر جکی ہیں۔ مسلمانوں نہ کو اپنے بھائی جنمگاروں سے قرصت ہی نہیں بلکہ مسلمان فلسطین کی ہمدردی میں کمزور آزادی بلند ہو رہی ہے۔ جگہ کوئی موثر یا قطعی فریکام اب تک قوم کے سامنے پیش نہیں ہوا۔ اسلام آباد میں فلسطین کا نظر اسر منعقد ہوئی۔ اس نے بھی برطانوی ایالات کے مقاطعہ کی قرارداد پا کر کے اس قرارداد کو علمی جامعہ مہمیانے کے لئے کوئی لائیجی عمل مرتب نہیں کیا۔ بخوبی ایسا قوم کا فرض ہے کہ مسلم ملٹی خامہ کو سیدار کر کے مسلمان فلسطین کو قسم کی مدینیتیں۔

**حج از و نجد**۔ فریگ ننان کی استھانی حکمت علیمیوں نے بخود و جماز میں مسلمانوں کے خون سے ہوئی کھیلی ہے۔ جماز کے دلیل و حریت خواہ قبائل کو ڈاکنے والی قتل و غارت کے جرم میں تباہ و بر باد کر دیا گیا۔ ہزارہ عرب سخددلوں کے بے نیاہ نظام کا شکار ہوئے جو حکومت سودہ کے غیر ہبہ درانہ رویہ اور نباہ اُن یالیسی نے قبائل جماز کو موت و حیات کی کش کش میں بنتا کر رکھا ہے۔ افلس کے در ذمک نظاہتے مکہ و مدینہ کے راست میں قیمیتی جاتے ہیں۔ لاریوں کی آمد و رفت نے عربوں کو ان کے واحد ذریعہ معاش ہیل و نقش سے محروم کر دیا ہے، سات سال مسلیل بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط نے ان کا کچھ نکال دیا ہے۔ ایکٹ اسکے نہاد نے نیجے

میں پہلی دفعہ عرب بول کو غیر مسلح کر دیا ہے۔ جو لوگ شجاعت و شہامت کے پیکر ہے جن کی تنظیم کیم عالم کو خود کرنے کے لئے کافی تھی۔ آج ہندو یوں کی طرح کمزور بزدل نہیں اور اپنی حفاظت سے عاری ہے۔ ملکی کے جاثیم ان کی فرنی و محلی قابلیتوں کو فنا کر رہے ہیں۔ کسی غیر ملکی کے حملہ کی تاب نہیں لاستے۔ افلس اور غاصب کرنا مایاں جنیت اختیار کر جا چکا ہے۔ جہاز میں فرنسیوں کی آزادانہ نسلی و حرکت۔ نواز بادیاں تفریغ گاہیں۔ اور سخرسیت کی لعنتیں اور ان کی عیارانہ داد دیش سادہ لوع بدھوں کو غصہ والام کی نعمت سے بے بہرہ کرنے کے لئے کافی ہو گی۔ جو لوگ حکومت جہاز کی قوت و شوکت کا باعث ہو سکتے تھے۔ اور دفعہ وطن کے لئے اپنی جانیں لڑائیتے تھے جن کے دلوں میں حریت و آزادی کا ولہ کوٹ کوٹ کر کھڑا ہٹھا۔ جوزانہ جاہلیت میں بھی علامی کے نام سے نعمت کرتے تھے۔ وہی لوگ انیار کے نقشی جاٹوں میں ہنسکر ابنا کے وطن کے لئے مصیبت کا باعث ہو گئے جہازیں یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ مگر مسلمانان عالم نے ٹھنڈے دل سے اس کو گوارا کر لیا۔ کئی قبائل سوت کے ٹھاٹ آثار نیتے گئے۔ مگر مسلمانان عالم اُن کو ان کی ڈاکر زندگی و نوٹ مار کی سزا سمجھتے رہے۔ سجد یوں نے مسلمانوں کی رائے عامہ سے خالکہ حاصل کر کے جہازی رقوم کو پیس کر کھدیا۔

جہاز کو ماغت کے مقابل بنانا کہ ابن سود نے اپنی بجد کی طرف توجہ کی۔ سجدیوں کے دوبارے قبیلے جو انہوں کھلاتے تھے جن کی فوجی تنظیم مجاہد نہ سپرٹ اور نہیں تشدید میں ابن سود کی طاقت کا راز مختصر رہا جو میسراں خنگ میں مرا اور نہیں جانتے تھے۔ یہ نہیں مشرکین سے سخت نعمت تھی۔ جو اپنے زہبی غلو و تشدید کی بنابری مسلمانان عالم کے نزدیک مطلعون ہو چکے تھے۔ ابن سود کی نظر میں ان کا سب سے بڑا جرم یہ تھا۔ کہ انہوں نے اس کی انگریز پرستی کی نہست کی بجہ سے یونیورسٹیوں کے اخراج اور جہاز میں اسلامی و شرعی نظام حکومت پر زور دیا۔ ابن سود نے الہمیز کی آنکھ کے اس خار کو دُور کرنا مناسب تھا۔ ایک سال کی جنگ کے بعد لاکھوں اخوان قتل ہوئے۔ ان کی بیتیاں برباد کر دی گئیں۔ ان کی تنظیم و فوجی قوت پارہ کردی گئی۔ اس طبعِ ابن سود نے جہاز و سجد بڑو ممالک کو انیار کے سامنے بے دست و پابندیا۔ مسلمانان عالم نے اکابر اسلام کے مقابر و مثہلہ و اُماڑ کی توہین کرنے والوں کے خوفناک انجام کو صرفت والہمیان سے مصننا مسلمانوں کی سادگی سے ہر موقع پر فائدہ حاصل کیا گی۔ عیارانہ حکمت عمدیوں کو سادگی و سادہ لوحی پر فتح حاصل ہوئی۔ آج جہاز بخیں

انسیار کے رحم پر ہے۔ ابن سحود کے طرز حکومت سے تحریک نالاں ہے جو حکام اکثر لاذب ہیں۔ درشت کا ذمہ ہے۔ بادشاہ سے لیکر ادنیٰ سپاہی تک درشت لینے کے لئے آمد ہے۔ پولیس اور فوج کو چار چار ماہ تجوہ نہیں ملتی۔ حاجیوں سے گاؤں ٹیکیں وصول کئے جاتے ہیں جیس کی وجہے حاجج کی قصہ داد میں خوفناک کمی واقع ہو رہی ہے۔ مکتبہ ہو رہا ہے۔ مگر جلالۃ الملک اپنے قصر اخضرو احمد میں یا چار چار نڑا پونڈ کی مالیت کی شاندار موڑوں میں دادِ عیش دے رہے ہیں۔

**جنگِ عظیم کی تیاریاں اُعْقِدَیہ** ہے۔ کہ دُنیا میں خوزیری قبل و غارت کا ذمہ دار ذمہب ہی ہے۔ مہمیٰ عجس کیوں کو کھلائے کے لئے جن کی تمام طاقتیں سرکرمیں رہتی ہیں جن کو اسلام کے ہمراہ گیر اور عالم گیر اتحاد و اتحوت کے درس میں خطرہ نظر آتا ہے۔ جو اسلام میں جہاد کی تعلیم کو مفسدانہ قرار دیتے ہیں جن کے زدیک وطنیت (نیشنلزم) ہی بخات کا داداحد ذریغہ ہے۔ آنکھیں ہکوں اکر سوادث عالم کا مطالعہ کریں۔ دیدہ عربت، واکریں۔ وطنیت کی لعنت کے نتایج پر غور کریں۔ آج یورپ کی حریں تو میر جو شاعر ارض کی مرض کاشکا رہو کر جھوکے بھیڑوں کی طرح کمزور اقوام کا گوشہ و پرست نوچنے کے لئے اپنے دل ان آز ہکوں رہوئے ہیں۔ شکار کی تقسیم میں سب سے بڑا حصہ حاصل کرنے پا شکار کو تھنا ہضم کرنے کے لئے اپنے قائمے عذری و حری کو درست کر کے ایک دھندر کے طرز عمل کو شکر و استثناء کی نظریوں سے دیکھ رہی ہیں۔ بڑھانیہ ملکۃ الجار ہونے کا مردی ہے۔ الی جب شہ کو ہضم کر کے بھیرہ روم میں ادا لا غیری کا ڈنکہ جانا چاہتا ہے۔ جرمنی آسٹریا اور اٹلی کے اتحاد۔ لے اقوام یورپ میں ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ جرمنی اپنی نوبات کی دوپسی کا طالب ہے۔ جاپان اپنے نمودرالیشیا میں ہنسا یہ چین کا گوشہ کاٹ کر کھا رہا ہے۔ مشرق و مغرب میں اپنا ارش و اقتدار قائم کھنے کے لئے انگریز عقبہ و سوان (جوجہاز کا جزو ولاستیک ہے) میں یہ دیویں کو آباد کر رہتے ہیں۔ اور نہر سویز کے مفت بام میں ایک جدید نہر زکانے کی تجویز پر غور کر رہے ہیں۔ عقبہ کو زبردست بری بھری و ہوا جنگلی مستقر بنایا جا رہا ہے۔ ترک بھی تنارع البقاع کی جدوجہد میں حصہ لینے کے لئے کیل کانٹے درست کر رہے ہیں۔ درِ دنیا اور سرماںکی تلعہ بندی ہو رہی ہے۔

ہم دہرات مفتریت زدہ نوجوانوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا کسی ذمہب بھولی سی خون ریزی کی اجازت دی ہے؟ کیا موجودہ علم و سائنس عقل و تجربہ ان کو امن و راحت عطا کر سکتا ہے۔

کیا نہب سے آزادی نوع انسان کو حقیقی آزادی عطا کر سکتی ہے۔ مگر اہ انسان اپنے علم و تجربہ کی بناء پر انسانوں کی ہلاکت کے لئے نئے نئے سامان تیار کر رہا ہے۔ اور آج دنیا میں امن و امان نہ فوجوں ہے۔

**درج صحابہؓ پر یاسندی حکومت** یو۔ پی کے تدبیر نا آشنا ارکان نے عرصہ سے لکھنؤ میں درج صحابہؓ پا بننڈیاں عائیڈ کر رکھی ہیں۔ یو۔ پی میں شیعہ رو ساد و جاگیر داروں کی کثرت ہے جو حکومت کے ارکان پر بھی ان کا گہرا اثر ہونا لازمی ہے۔ بلکہ حضور کو سندھ و سستان کا کوفہ کہا جاتا ہے۔ اسے نوابان اور دوہوں کی شیعہ حکومت کا پایہ تخت ہونے کا فخر حاصل رہے۔ مگر شیعہ حکومت میں بھی شیعہ حکام کو سُنیوں پر ایسا جبر و ظلم کرنے کا حوصلہ نہ ہوتا تھا۔ آج بھی لکھنؤ میں جہاں سولہ ہزار شیعی آباد ہیں۔ وہاں ساٹھ ہزار سُنی بھی بود و باش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ مگر صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم کی درج کرنے سے حکومت اپنی طاقت و قوت کے بل بوتہ پر ان کو روکنا چاہتی ہے۔ مجلس احکام کا حصہ کے پیچے ذمہ دار ارکان درج صحابہؓ کے جرم میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ اس سے قبل کئی رضا کار طمع و غصب کا اٹھاڑ کیا جا رہا ہے۔ مکن ہے کہ خلاف درزی قانون کی ہم و سیع پیمانہ پر شرع ہو جائے۔ انہا ہم حکومت کے ناقبت انڈشیں ارکان کو بوقت آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ کروہ اپنے غیر منصنا نہ احکام و رپسیکر الہمنت کو اپنا جائز نہیں حن عطا کریں۔ ورنہ ان کی لگائی ہوئی آگ خدمت من کے لئے چینگاری کا کام دیگی۔

صحابہؓ کرام کی درج سے شیعوں کی دلازاری کی اونچی منطق ہماری سمجھ سے بالا ہے۔ اگر اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو کل خدا کی توحید بیان کرنے سے ہندوؤں اور عیاٹیوں دلازاری ہو گی۔ اسی طمع جملہ نماہب ایک دوسرے کے خلاف مستعمل ہونگے۔ اللہ اکر کہنے سے غیر مسلموں کی دلازاری ہو گی۔ ست سری اہال کہنے سے مسلمان چیز بھیں ہوں گے۔ اور حکومت کو آئئے دن نئے نئے احکام نافذ کرنے پڑیں گے۔ قرآن کریم صحابہؓ کرام کی درج بیان کرتا ہے۔ صحابہؓ کرام کی مرحے اگر کسی کی دلازاری ہوتی ہے۔ تو محروم کے آمام میں یزیدیوں کا سونگام بھرنے اور سیدنا حین رضی اللہ عنہ کی نقیبیں ہوتا نے اور شہزاد کا مقام کرنے سے سُنیوں کی بدرجہ زیادہ دلازاری ہوتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ تمام ملک میں شیعوں کو چرچ گہہ اکابر اسلام پر طعن و تشیع یہ بتہڑا اور بانساویں جلوں نکال کر ان بیت اٹھاڑ اور ان کی ازو ارج کی تو ہیں کرنے کا مرقومہ دیا جائے

شیعہ ہر جگہ سنبھول کی دلازاری کے ترکب ہوں مگر حکومت کی طرف سے انکو محلی اجازت حاصل ہو۔ مگر زمینی منع صحابہ سے بھی روک دیجئی جائیں مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہر جگہ جلسے کے اجتماعی قراردادیں پاس کر کے انکی نقول اخبارات اور گورنرzel پی کے پاس ارسال کریں۔

**مولانا ابوالکلام آزاد اور عقیدۃ النزول مسیح** | حال ہی میں مولانا ابوالکلام آزاد کے دو مکتب اخبارات میں شایع ہوئے تھے جن میں قادیانی دعویٰ نبوت و تجدید کے متعلق آپ نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا۔ مولانا کے الفاظ نے طاہر ہوتا تھا کہ آپ نزول مسیح علیہ السلام کے قائل نہیں ہیں ایک صاحب مولانا کے ساتھ لپیٹ شکوہ پیش کئے جن کے جواب میں مولانا تحریر فرماتے ہیں:-

جن صاحب میرے یہ خطوطِ بیچ کئے ہیں اگر وہ ان کے ساتھ پہنچنے خلوط ہی شایع کر دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ اس طرح جواب کی نعمت پوری طرح ہو جاتی جس عبارت کی نسبت آپ دریافت کرتے ہیں وہ درست ان کے ایک خاص ایڈ جواب میں لکھی گئی تھی۔ انہوں نے لکھا تھا کہ احمدی جماعت مبلغ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ ظور پر ایمان فتنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور دین کی تکمیل انہی کے افھوں ظور میں آئی۔ یہیں جواب میں لکھا ہے کہ یہ صحیح نہیں اگر کتنی باندھ میں ماذون کے لئے یہ بات ضروری ہو سیاں تھی۔ کہ کسی نئے ظہور پر ایمان دیتیں اور دشاد توں پر کیسی تیری شہادت کا اضافہ ہو جائے تو ضروری تھا کہ اس کا انہیں صاف صاف حکم دیا جانا بین ہم کچھ تھیتی ہے کہ ایسا کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے لیکن ہم نہ کہلہتا ہیں کہیں ذکری بزری کی ضرورت ہے تھیتی مسیح کی۔ قرآن آپکا۔ اور دین کا معاملہ کامل ہو چکا اپس اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ روایات میں جس نزول مسیح کی خبر دی گئی ہے اس تھانی قیامت میں اثار و مقدمات ہے جس دین کی تکمیل سے ہے۔ کہ حضرت مسیح چشتیت ایک نبی کے نازل ہونگے اور سہماں کیلئے ضروری ہو گا کہ نبوت کے ایکست نہدر پر ایمان لائے۔ پہلے نہیں کہ بدلہ اُنار قیامت نزول مسیح کی وجہ برداشتی ہے۔ اسکی نبی کی جائے پہنچنے عبارت مسویہ نہماں کا بخوبی مطابع کیجیے۔ مسماۃ زکریا میں دین اور شرائی ایمان و نجات کے حامل پڑھا ہے۔ اور جو کچھ نبی کی تھیت اس کی کی تھی ہے۔ عبارت کے الفاظ یہیں ہیں۔ اگر کسی نبی میں مسلمانوں کی نجات و سعادت اس پر تو قوپت ہے والی تھی تو ضروری تھا۔ کہ قرآن صاف صاف اسے بیان کر دیتا اس مسیح صاف صاف جعلیہ تمام نہایات استفادہ کر دی ہیں۔ یعنی نزول مسیح کی نجومیت آثار قیامت کے سلسلہ میں دی گئی ہے مسلمانوں کی نجات سعادت کے حامل کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو اس کا ہمیں حکم دیا جاتا۔ اپس ایک میں میں کیلئے ذکری بزری مسیح آئے والا ہے تھیتی ہے۔

**جرمنی میں ایک اور سجاد** [جذب حیب الرحمن صاحب قریشی جذب سیکرٹری جماعت اسلامیہ بن (عربی)]  
کے مسلم اخبارات کے نام تحریر فرماتے ہیں کہ  
ہائیکریک (جرمنی) پیشہ کے پانچو چار سویں سالانہ جشن کے موقع پر مجھے مدد فی اخبارات کے نام نگار کے طور پر مدعا

کیا گیا اور مجھے اور بھیرت رفاقت کو میڈل برگ کے قریب ایک ایسے مقام پر لے جایا گیا جہاں ایک بہترین قلعہ اور باغ ہے میں  
یہ کھلکھل جاؤں ٹھاکر اس قلعہ میں زمانہ قدیم کی ایک جگہ ہے میں ایک جو من بادشاہ نے تعمیر کرائی تھی۔ اور تعمیر کا فام  
ایک جو من بخوبی پرست گیا تھے کہ پڑ کر کیا گیا تھا مسجد کی حماقت حدود بھر خوبصورت ہے مسجد کا صرف ایک بڑا گنبد اور دو فوارف  
بلند اور سبک منباریں۔ والان کسکے میں سیع صحن ہے مسجد کے دالان میں اور دیگر شخص کی دیواروں پر آیات قرآنی نہدہ ہیں  
جذب یا چڑھنے کی رسم الخط میں ہیں مسجد حدود بھر و حماقت اس مقام پر ہے۔ قلعہ کا نظارہ اور باغ کی دلخواہی حدود بھر جاذب نظر ہیں  
ہم کو شکر ہے میں کہ یہ مسجد اسیان برجی کے حق میں والگدار کردی جائے۔ مسجد میں کوشش ہوئی تھی لیکن انشقت  
مک کی سیاسی نضالیں ایک نبرد میں تلاطم پر پا گئیں۔ مسلسلے کا سیاہی نہ ہوئی۔ اگر اس وقت یورپ کے مسلمان خصوصیًا اور  
ہندستان کے مسلمان کوئا ہماری ارادہ کیں تو یہ مسجد والگدار کافی جا سکتی ہے ۔

**حزب الانصار کی مسائی جمیلیہ** : دارالحکوم غزیریہ بصریہ بغصلہ قبائل شنادر ترقی کر رہا ہے پہلے  
چار درس تعلیم پر امور تھے۔ اب مولانا عطاء محمد صاحب شاہ پوری کے تقریر سے عملہ اساتذہ میں قابل قدر قائم  
ہوا ہے۔ طلباء کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ طلباء کے لئے دارالافتاء کا نہ ہونا بلے حد تکلیف دیہے ہے جسماں  
مسجد کے چھوٹے اکافی ہیں۔ ایک نیا کراہ تعمیر ہے۔ ارباب کرم درسہ کے مکان کی تعمیر کے لئے دستیباً کرم دراز  
کریں۔ مسلسل ساختہ ہزار روپیہ دارالافتاء کی تعمیر کے لئے در کارہے۔ جو لوگ اس کا بخیری میں حصہ لئیں گے انشا اللہ  
ان کی زندگی کے بویجی اس صدقہ جاریہ کا ثواب انہیں ملتا رہیگا۔  
ماہ جون جو لوائی میں مسلمین حزب الانصار نے علاقہ جہاڑیاں مختلف اقطاع مک کا دوڑہ کیا۔ مسلمانوں  
جبل پور کے اسرار پر خاکار تھیں۔ پی کے دوڑہ کے لئے ماگست کو ایک ماہ کے لئے بھیرہ سے روانہ ہو گا۔  
روزِ مرزاکیت کے علاوہ اچھوتوں اقوام میں تبلیغ اسلام کا ارادہ ہے۔ قاریین و عوافیاں کے خداوند کیم  
میرے لئے یہ سفر مبارک کرے۔ آمدیں ۔

**ضرری گذارش** : جن حضرات کی میعاد خسر بیاری اس پیچہ کے ساتھ یا قبل ازیں ختم  
ہو چکی ہے۔ وہ براہ کرم حنپہ نہ بذریعہ نہیں آرڈر روانہ فرمائی بعض حضرات وی۔ پی واپس کر دیتے ہیں جس سے  
وفیت کو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ لہذا جن صحاباں کا ارادہ آئینہ رسالہ جاری رکھنے کا نہ ہو وہ بزری  
خط مطلع فرمائیں۔

جن حضرات کی خدمت میں رسالہ بطور نمونہ صاف خدمت ہو رہے ہیں۔ براہ کرم رہ حضرات پانے  
عندیہ سے مطلع فرمائیں۔ فیصلہ

# تہذیبی کتب میں

حقیقت شیع : مؤلف قطبی شاہ صاحب نوشتہ  
کے سرستہ رازوں کا انکشافت فی سینکڑہ پانچ روپے  
فی نسخہ ... ایک آنہ -  
رکھات تراویح بیس کھت تراویح کا  
ثبوت قرآن - حدیث - آثار اجماع امت سے  
فی سینکڑہ ایک روپیہ ... رحمہ  
ملہ ایات القرآن : عیسائیوں کے مشہورہ  
حقائق قرآن کا بلطف رو - اس سالہ کے ذریعہ میرزا مولیٰ  
کے مخالفت یعنی دو روپتے ہیں عیسائی لاکھ لی کی تعداد میں  
حقائق قرآن کوہل مفت بقیہ کرتے ہیں - اہنہا بیان  
القرآن کی وسیع شاعت اثاثیت ضروری ہے۔ قیمت  
فی سینکڑہ سات روپے - فی نسخہ تین آنہ  
سوائے مہرزا - مؤلف حاجی حکیم ڈاکٹر  
محمد علی صاحب - اس سالہ میں طبی دلائل اور  
مزرا صاحب کی تحریرات سے یہ ثابت کیا  
گیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادری نبیؐ تھے نہ  
سیع نہ مجدد تھے نہ ولی - بلکہ مرض مالیخولیا کے  
مرتضی تھے - ان کے کل الہامات اور دعاوی  
محض مرض مالیخولیا کے باعث تھے - یہ سالہ اب  
دوبارہ سہ افواح کے طبع ہوا ہے جس میں  
مؤلف نے میرزا مولیٰ کی بعض تحریریں کا ذہلان  
ٹسکن جواب دیا ہے - قیمت ۵ /

سیف اللہ اصلوی - اس کتاب میں مولانا  
ابوحنبل پر نمسک خلافت پر محکمۃ الارجح کر کے  
خلاف اثاثہ ضalon اللہ علیم اجمعین کی خلاف حقہ  
قرآن مجید کی آیات سے ثابت کی ہے - اس کتاب  
میں فیض ہاری اور تحریریہ داری اور آئینہ نویشہ کے  
سوالیں کھی شائع کئے گئے ہیں علاوہ صفحہ انی جمیلہ درسیہ  
شیعہ کا فتویٰ دہبارة علیم حجاز بدعات محمد بن علی شائع کیا  
گیا ہے ۸ - شمشیر مسکتہ سے ۱۹۷۷ء  
حکمہ مسکتہ - جمیلہ حرمۃ الاسلام کے دس سو سیہ  
کا ایڈیشن جزو قادیانی بہتر کے نام سے موسوم ہوا تھا -  
اس میں نہایت عمدہ مصنایں قادیانیوں کے روپ میں  
درج ہوئے ہیں - قیمت چار آنہ ۴  
تحیریک قادیانی : مؤلفہ جناب سید  
جیسے صاحب اک اخبار سیاست لاہور - قادیانی کے  
عقائد پر کمل تبصرہ اور روشن قیمت ایک روپیہ  
حرمت تحریریہ داری کے متعلق شیعہ علماء و  
مجتہدین کے تفاصیل - فی سینکڑہ دو روپے -  
علمی جواہر زندشتہ چار پانچ سال کے رسائل  
شمس الاسلام کے کچھ سچے موحدوں پر رسائل ہوتے  
جلد نایاب ہی جائیں گے - اور پھر کسی قیمت پر نہ  
مل سکنے کے شائیقین علائی قیمت پر دو آنہ فی  
پرچھ کے حساب سے منکروں کے ہیں :-  
پہنچہ مسکتہ حرمۃ الاسلام مجیدہ دیپنیاب

# بیلخی کتابیں

کشف التبلیغ حصہ اول و حصہ سوم - مولفہ سید ولایت حسین شاہ صاحب دیورن - یہ کتاب شمس الاسلام کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔ اسی چند کا پیاس زائد طبع کرائی گئی ہے۔ شائقین جلدی طلب کریں۔ شیعیہ کا رسالہ "لوز ایمان" کی وجہ طبع ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے ذریعے شیعوں کے نوایاں یا ظالمت کفر کی حقیقت و افسوس کی گئی ہے۔ ان کے اعتراضات کے جوابات ہنہایت ممتاز و شیاستگی سے دیے گئے ہیں۔ قیمت اٹھ آئے (دری) تماز یا نہ عبرت (رویدا و مقدمات قادیانی) اس کتاب میں ان فوجداری مقدمات گواہی پوری صبح روئیا و دفع ہے جن پر میرے قادیانی دوال مک سرگزراں رکھ رکھ سات سور پیغمبر نہ یا چھ ماہ قید کے سر ایا ب ہوئے تھے۔ ان واقعات کی تفصیل دفع کتاب ہے جو دو ان مقدمہ قوش میں ایسے ہے۔ مرا صاحب لا اچھا علاالت میں عش کھا اگرنا کھا مل مل پر کھڑا رہنا۔ پیاس سے جاں بلت پر کریانی بالکن اور یا نہ ملنا و غیرہ وغیرہ حالات قابل دیدیں میز اس صاحب اور ان کے اکیں عذالت توڑی لئے رابین عبدالحیم تھے جنکی بیانیں دو نوع بیانیں۔ بنوئے اور خلافت کی قسمی کھوئے کیلئے کافی ہیں۔

کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ مائیں پرشنز قمت صرف ایک روپیہ رکھی

**مہنہ کا:- شیعیہ شمس الاسلام بہرہ (بیتیاب)**

ماہنامہ طہور گوبکی ایڈپریسٹ پرہیز نہ نہیں کیا جاتا۔ پس پرہیز کیا جاتا۔ پس پرہیز کیا جاتا۔

آنہاں حدایت: میوکنہ شریعت مولانا ابوالفضل دیر۔ اس کتاب میں مذہبیہ کی حقیقت کامل طور پر فتح کی گئی ہے۔ شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فقہتی کھنائی مسائل شیعوں اصول فرقہ۔ اہانت کی صدقۃت پر قرآن۔ حدیث انوالی تہہ سادات رکبت شیعیہ کے حوالہ میں پر زبردست لاائل بہان کے گے ہیں اس کتاب کی موجودگی شیعیہ مقابله میں زبردست جیہے کام دینی ہے جو تمہیں شیعوں کے جوابات عاجز آ چکے ہیں۔ شیعیہ کے جملہ اعتراضات کے دندان شکن جواب نیئے بگئے ہیں۔ قیمت تین روپے۔

برق آسمانی رخ من قادریانی یہ وہ کتاب ہے جس کا انتظار کرنے کرتے تھے تھک گھٹے الحمد للہ کہ زیور طبع سے آزادتہ ہو کر اس کا اول حصہ شائقین کے ہاتھوں میں چار ہے۔ مولانا طہور احمد صاحب بیوی کی پیر کرتہ آکر انتصیف مرزا ٹیوں کا ناطقہ نہد کر دیں۔ شائقین بہت جلد طلب فی ماویں۔ درنہ ایڈشن شافعی کا انتظار کرنا پڑا۔ بیجا قیمت لاکٹھ براہ مرسر مذکورہ مشائخ بجوارہ: بیجا بک مشہور حروف علی خازدان کے تاریخی مستند حالات حضرت مولانا محمد نصیر الدین حب صبا شمید جمته اللہ علیہ کے سوچ جنم طباطبیہ کریم خا شہزاد خضرات اس رکہ تو قیمت رہ طبق فہرست میں کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ مائیں پرشنز قمت صرف ایک روپیہ رکھی